مَن لَم یَحکُم بِمَا اَنزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الکَافِرُون

اول مجمر سطع فی المتعۃ مجمر آل الزبیر (عقد الفرید جلد ثانی طبع مصر)

الحمد للہ تبا ئید و توفیق حق تعالے جل شانہ یہ لاجواب صحیفہ سُنیہ دافع وساوس باطلہ سُنیہ

(موسوم بہ)

# سَاصُلیہ سَقہ

(ردّ)

# فبُھِتَ الَّذِی کَفَر

مُولفہ عالیجناب مستطاب فضیلتمآب فضائل و محامد انتساب ذو المجد الاثیل الفخر النبیل سید المناظرین و فخر المتکلمین
جناب سید حسن علی صاحب قبلہ رئیس منڈیا ہو ضلع "جون پور" دام ظلہ

(مصنف)

## تاریخ معاویہ قول صواب سوانح الخلفا وغیرہ

جس میں بنی مجال متعہ کے متعلق سراج الحق صاحب ملا فاضل مجلی شہری کے علیشا اعتراض کا نہایت محققانہ جواب دیا گیا ہے

(المعروف بہ)

# مجمر متعہ

اول مجمر سطع فی المتعہ مجمر آل الزبیر کو زرا دیکھ
۲ ۳ ۹ ۱ ۶

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عنوان صحیفۃ المومن حب علی بن ابیطالب (صواعق محرقہ)

مین اس کتاب لاجواب کو اپنے قدیم سرکار ابد قرار عالیجناب معلے القاب امیر الامرا ہز ہائینس نواب سید محمد رضا علیخان صاحب بہادر والی رامپور دام اقبالہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ کے نام نامی سے مُعَنوَن کرتا ہون جن کا پشتینی نمک خوار ہون، سرکار ممدوح یقیناً یہ مذہبی کتاب قبول کرینگے۔

سخاوت مین یہ پر خاص امیر المومنین کے ہین ملی ہے اس سے حاتم کو در دولت کی دربانی

نمک پروردہ اس سرکار کا ہون پانچ پشتون سے وقار جونپوری مجھکو لازم ہے دعا خوانی

دعا بھی وہ جسے سنکے کہین روح الامین آمین

قیامت تک ترا سایہ رہے اے ظل سبحانی

الراجی رحمۃ ربہ الغفار

سید حسن علی وقار

حسینی الحسنی جونپوری

الحمد لله على ما هدانا لكل فرق مسبوقات ولعن كل فرق محرم مفقوت والصلوة على ما آل آ

الرحموت الذي نبهم بنا على الملكوت والجبروت ومتعنا بعون بعد النبي عن شارح الرهبوت

وعلى عترته الجارين على منوال الهدى المبعوث

## اسکے بعد سید حسن علی وقار گزارش کرتا ہے کہ

ہمارے ضلع جونپور کے رہنے والے ملا فاضل سراج الحق صاحب مچھلی شہری مدرس انٹرمیڈیٹ گورنمنٹ کالج الہ آباد نے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی ہے جو مولوی حافظ حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی کے ترجمۂ قرآن کا جواب ہے۔ ترجمہ مقبول اگر ہر شیعہ کے گھر میں رہنا چاہیے تو تفسیر سراج سُنی، ناصبی، خارجی، قادیانی ہر مذہب کے باسواد کو دیکھنا چاہیے۔

سراج صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:-

"ایک ایسی تفسیر لکھ دونگا جس کو گوش فلک نے بھی اب تک نہیں سُنا تھا۔ شیعہ تو شیعہ سُنی بھی مجھ پر لعنت بھیجینگے۔" (تفسیر سراج مطبع لکھنؤ اصح المطابع تھوئی ٹولہ جزو اول صفحہ۱)

سراج صاحب کی شیرین زبانی اور خوش بیانی اُن کے تازہ پمفلٹ (پیروِ تفسیر عامین اورنٹیل کانفرنس میں) سے بھی اچھی طرح ظاہر ہے لیکن یہ تفسیر اور ہی چیز ہے۔

اُن کے پمفلٹ پر بھی ایک تبصرہ (قول صواب) ہم نے شائع کیا ہے۔ یہ تبصرہ ایسے نرم الفاظ میں لکھا گیا ہے کہ عموماً اہلسنت نے پسند فرمایا اور علماء اہلسنت میں سے مولوی

ابوبکر صاحب سلمہ جون پوری پروفیسر یونیورسٹی علی گڑھ اور مولوی اعجاز احمد صاحب نے اوجید بدایونی وار دفیض آباد نے میرے عزیزون سے اور خود مجھ سے مکرر تعریف کی۔ اور اس جہت سے تعریف کی کہ سراج صاحب نے پروفیسر ضامن صاحب پر جو کچھ غلط حوالہ دینے کا غلط الزام لگایا تھا اور واقعہ کربلا کے متعلق اور میر انیس صاحب کی شاعری پر اور امیر المومنین کی شان مین نا ملایم کلمات لکھے تھے اُن کے جواب مین نہایت نرم لہجے سے مین نے کام لیا اور کتابون کا حوالہ بھی صحیح ثابت کر دیا لیکن افسوس ہے کہ

انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد دکن کا سہ ماہی رسالہ حصہ ۴۴ جلد ۱۱ بابت اکتوبر ۱۹۳۱ء دیکھنے مین آیا تو اس کے (۷۰) صفحے پر کوئی (ج) صاحب تحریر فرماتے ہین کہ (قول صواب) کے مصنف نے اس سے بڑھکر ستم ظریفی کی ہے کہ جس انداز مین سراج الحق صاحب نے تبصرہ لکھا تھا خود بھی وہی انداز اختیار کیا جو اعتراض سراج الحق صاحب پر عائد ہوتا ہے وہی اعتراض اُن پر عائد ہوتا ہے۔ سراج الحق صاحب جوش تنقید اور رشید وقار صاحب غیظ و غضب مین سنجیدگی اور توازن کو قائم نہ رکھ سکے ؛

ہم کو ابتک نہ معلوم ہو سکا کہ یہ (ج) صاحب کون ہین مگر (قول صواب) دیکھنے والے جو منصف مزاج ہین وہ حضرات ہرگز (ج) صاحب کی تصدیق نہ کرینگے۔ البتہ ہم آئندہ سے کوشش کرینگے کہ (ج) صاحب کو سچا ثابت کرین۔ المختصر سراج صاحب کی تفسیر ہمکو قول صواب کے دوران تحریر مین دو تین دن کیلیے مستعار مل گئی تھی۔ جا بجا سے اسکے تفسیری فوائد نوٹ کر لیے ہین۔ اگر یہ تفسیر مستقل طور پر ملجائیگی تو شروع سے استیعاباً دیکھکے (بشرط حیات و صحت) انشاء اللہ تعالے پوری تفسیر پر تبصرہ کرینگے۔ چونکہ سراج صاحب نے اپنی تفسیر کا نام فبہت الذی کفر رکھا ہے اسلیے ہم اسکے جواب مین اُن کے واسطے اس کتاب کا نام "تاضلیعۃ قبر" تجویز کرتے ہین۔ اِس وقت سراج صاحب کے بعض افادات ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین۔ آپ تحریر فرماتے ہین :-

" اس تفسیر کا نام فبھت الذی کفر رکھا ہے۔ اسکے
گیارہ حرفون سے یہ اشارہ لطیفہ ہے کہ شیعون کے گیارہ
امامون کے اقوال کفریہ کی تردید ہوگی " (جزو اول صفحہ ۴)

چونکہ اس مین محض گیارہ حرف ہین اسلیے بمجبوری سراج صاحب نے ہمارے بارہوین امام کو مستثنیٰ فرمادیا اگر اس فقرہ مین بارہ حرف ہوتے تو سراج صاحب کی کفریات سے وہ بھی نہ بچتے۔ یا یہ کہ سراج صاحب کے نزدیک امام ممدوح کی ولادت ابھی ثابت نہوئی ہوگی اس جہت سے تعرض نہین کیا۔

علماء اہلسنت البتہ ان کی ولادت اور حیات وغیبت کے مقر ہین مثلاً علامہ سبط ابن جوزی (تذکرہ خواص الائمہ) ابن صباغ مالکی (فصول المہمہ) ابن یوسف شافعی (کفایۃ الطالب) شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی (رسالہ مناقب ائمہ) وغیرہم۔

خلاصہ یہ کہ گیارہ امامون کی نسبت اقوال کفریہ استعمال فرماکے سراج صاحب نے اپنا باطنی اسلام اور اعتقاد ظاہر فرمایا ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے " باقر نے توغضب ہی کیا تمام طلسم کا گھروندا توڑ دیا معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پروہتون اور وہاں برہمنون اور قبلہ و کعبہ کے خاندان کی مردار خوار روح بھی ان مین داخل تھی " (جزو دوم صفحہ ۲۳۱) "امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کی طرف خطاب ہے " اے آل رسول ہم نہ کہتے تھے کہ تم جاہل ہو۔ قدم قدم یہودیون اور نصرانیوں کی چال چلتے ہو جزو دوم صفحہ ۲۳۳"
امیر المومنین علیہ السلام کی شان مین لکھتے ہین " یا باقر مجلسی جھوٹا یا علی کافر۔ جزو دوم صفحہ ۲۳۹ "

چونکہ ہمارے تعلقات اہلسنت حضرات سے رسم دوستانہ کے علاوہ عزیزانہ بھی ہین اسلیے فریقین سے گزارش ہے کہ بہ نسبت پہلے کے اس وقت مختلف عنوان سے نفس اسلام پر زیادہ حملے ہو رہے ہین اور شیعہ سنی نزاع باہمی مین اپنی حالت و طاقت نازک اور

کمزور بناتے جاتے ہیں ؎

باہمی جنگ میں اغیار کو آتا ہے مزا تم نہ شرماؤ مگر ہم کو حیا آتی ہے

عقل و دولت دونوں اس جھگڑے میں فنا ہوتی جاتی ہے مگر کسی کو حس نہیں ؎

روان باخبران پائمال حادثہ شد ہنوز غمزۂ خون ریز یار بر سر جنگ

میرے خیال میں مخالفین اسلام کے حملوں سے خود مسلمانوں ہی کا باہمی جھگڑا بہت زیادہ ضرر کا باعث اور نقصان پہونچانے والا ہے۔ لیکن ابھی کھیتوں میں کچھ دانے باقی ہیں (خدا کرے اب بھی خواب غفلت سے چونکیں اور عقل سے کام لیں) جب کھیت کا کھیت چڑیاں چگ جائیں گی تو خدانخواستہ بجز پچتانے کے ایک دانہ بھی ہاتھ نہ آئیگا۔

## اور اصلی بنا مخاصمت کیا ہے؟ تبرّا

اگرچہ اسکے معنی بیزاری کے ہیں مگر لعنت کے معنوں میں مشہور ہوگیا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ شیعہ مجالس محرم و چہلم میں اور تعزیوں کے ساتھ ماتم کرتے ہوئے نوحہ پڑھتے ہوئے اہلبیت رسول کے قاتلوں اور دشمنوں پر لعنت کہتے ہیں اور امام حسینؑ کے قاتلوں میں یزید کا سپہ سالار ابن سعد نہایت مشہور ہے جسکے حکم سے امام حسینؑ پر دریا کا پانی بھی بند کیا گیا ؎

تھا حکم ابن سعد کہ پانی بشر پئیں گھوڑے پئیں سوار پئیں اور شتر پئیں
یاں تک کہ سب چرند و پرند آکر پئیں لیکن فقط نہ ایک شہ بحر و بر پئیں

کافر تلک پئیں تو نہ تم منع کیجیو
ہاں فاطمہ کے لال کو پانی نہ دیجیو

اسکی قساوت اور شقاوت اور بربریت اور بہیمیت اور سبعیت اور شیطنت ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ امام حسینؑ اپنے چھ مہینے کے بچے کو خیمے سے لائے اور اسکا متغیر حال دکھلاکے فرمایا

کہ اگر تم لوگون کے گمان (فاسد) مین یزید کی بیعت نہ کرنے سے مین خطاوار ہون تو یہ معصوم بچہ جو کسی مذہب و ملت مین مجرم نہین قرار پاسکتا پیاس کے مارے مر رہا ہے اسی کو پانی پلادو اگر یہ بدگمانی ہو کہ اسکے بہانے سے لیکے مین پی لونگا تو اسکو لیجاؤ پانی پلا کے دیجاؤ۔ ہر چند وہ ابوسفیانی اور شیطانی پلٹن اور فوج شقاوت موج نہایت بیرحم اور سنگدل تھی مگر بعض اولاد والے بول اُٹھے کہ اس بے خطا بچے کو پانی پلادینا چاہیے فوجکو متاثر پایا تو اسی اشقی الاشقیا نے گھبرا کے ایک مشہور تیر انداز (حرملہ شقی .....) سے کہا کہ اقطع کلام الحسین حسینؑ کی بات کاٹ دے۔ اُسنے ایک ایسا چوڑا تیر سر کیا کہ اُس بچے کا ننھا سا گلا کٹ گیا اور وہ امام حسین کے ہاتھون پر اُلٹ گیا۔

حلق اصغر باز و شہ قلب زہرا چھد گیا ........ رن کہان جنت کہان دیکھو تو پلہ تیر کا

یہ مفصل واقعہ (عیسائی، مجوسی، یہودی، پارسی، آریہ، سناتن دھرم) کسی مذہب و ملت کے باحواس اور منصف مزاج آدمی سے بالکل معمولی اور سادہ الفاظ مین بیان کر دیکھو کہ عمر ابن سعد کی بابت کیا رائے قائم کرتا ہے۔ اور بجز لعنت کرنے کے اب اُس ملعون سے انتقام لینے کا ہمارے پاس کیا آلہ ہے۔ انھین وجہون سے کل ملاعنہ کے پہلے اسیکا نام زبان پر آتا ہے

بر گردن شمر ہم زبد گردن اوست ........ خون شہدا تمام بر گردن اوست

مگر نام کا التباس ہونے سے غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ امام حسینؑ کے قاتل کا نام بھی عمر اور خلیفہ ثانی صاحب کا نام بھی عُمر۔ یہ شکایت اور غلط فہمی ایک ذرا غور فرمانیسے بہت جلد رفع ہو سکتی ہے بشرطیکہ یزید کی خلافت اور امام حسینؑ کی بغاوت کا معتقد نہو۔ المختصر اس نام کے بہت لوگ ہو چکے ہین (عمر بن خطاب، عمر بن سعد، عمر بن علی، عمر بن حسن، عمر بن عبدالعزیز) ہان یہ ضرور ہے کہ حضرت عمر بن خطاب صاحب کی خلافت کو شیعہ منجانب اللہ اور جائز نہین جانتے اور آل رسول کے حقوق (خلافت و فدک) غصب کر لینے کی جہت سے اُن پر مطاعن بھی وارد کرتے ہین۔ اسلیے یہ غلط فہمی ایک طرح

صحیح ہے مگر بچند وجوہ آسانی سے دور بھی ہوسکتی ہے۔ (ایک یہ کہ) جب کربلا کا واقعہ پیش آیا تو حضرت عمر بن خطاب صاحب کے انتقال کو تقریباً پینتیس برس گزر چکے تھے پھر ان کو امام حسین کی شہادت سے کیا تعلق کہ مجالس عزا مین اور تعزیون اور علمون کے ساتھ اُن پر تبرا کہا جائیگا۔ لہذا سمجھنا چاہیے کہ ایسے موقعون پر عمر بن سعد ہی تیر لعنت کا نشانہ بنایا جاتا ہے لیکن خلیفہ دوم کی خلافت کو ناحق اور ناجائز سمجھنا اور اُن پر مطاعن وارد کرنا یہ بحثین کتابت اور مناظرہ باہمی مین آتی ہین۔ امام حسینؑ کی مجلس عزا سے کیا واسطہ۔ (دوسرے یہ کہ) جسطرح شیعہ حضرت عمر کی خلافت کو جائز نہین جانتے اسیطرح حضرت ابوبکر اور عثمان کی خلافت کو بھی صحیح نہین مانتے۔ مگر مجلسون مین اور تعزیون کے ساتھ ابوبکر صاحب اور عثمان کا نام کوئی نہین لیتا بلکہ عمر کے ساتھ یزید و ابن زیاد و شمر وغیرہم کا نام لے لے کے ان سبھون پر لعنت کیجاتی ہے جس سے اور بھی زیادہ واضح اور ثابت ہوا کہ یہ عمر بن سعد ہے جو ابن زیاد کی طرح امام حسینؑ کا قاتل تھا۔ (تیسرے یہ کہ) اگر تبرے مین عمر کی ولدیت نہین ظاہر کی جاتی اور اشتباہ کی وجہ یہ ہے تو اب یہ امر قابل غور ہے کہ محض عمر کہنے سے کیا یہ لعنت معاذاللہ عمر بن علی اور عمر بن حسن کیطرف راجع ہوسکتی ہے ہرگز کسی کا وہم و گمان بھی ادہر نہین جاسکتا۔ پھر امام حسینؑ غریب کی مجلس عزا مین۔ اِن کے قاتل عمر کو چھوڑ کے خلیفہ ثانی صاحب کو بُلانا اور عمر بن سعد کے عوض عمر بن خطاب کو لعنت و ملامت کا نشانہ سمجھکے شیعون پر اُن کی تبرا گوئی کا الزام لگانا بالکل اسی کہاوت کا مصداق ہوگا کہ "تم تو مجھے چھیڑو گے"۔

مین کسی سے بھی کوئی بات جو کہتا ہون وقار ۔۔۔ وہ سمجھتے ہین یہ کرتا ہے شکایت میری

مین اس جگہ ایک حکایت بیان کرتا ہون بغور ملاحظہ ہو:۔

"ایک شخص کا ملازم بڑا بد دیانت اور چور تھا۔ نظر بچا کے چیزین گھما دیا کرتا تھا۔ مگر انھون نے کبھی باز پُرس نہین کی بلکہ دوسرے کسی نے جب ملازم کے سامنے اسکو نصیحت کی تو کہا نہین نہین۔ بدھو ہرگز چور نہین البتہ اسکی غفلت سے کوئی اُٹھائی گیرا اُٹھالے گیا ہوگا۔

غرضکہ وہ اسی طرح مختلف الفاظ مین برابر اسکی صفائی کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ اس حسن تدبیر سے کچھ دنون بعد واقعی بڈھو نہایت متدین اور امانت دار ہوگیا"

اگر حضرات اہلسنت اسی حکمت سے کام لین اور شیعونکو اسی نوکر کی طرح بالفرض در پردہ حضرت عمر پر تبرا کرنے والا سمجھکے چشم پوشی کرین اور اہل علم وباخبر حضرات اپنی جماعت کے بے سواد اور ان پڑھ لوگون کو سمجھا دین کہ نہین نہین شیعہ ہرگز حضرت عمر خلیفہ ثانی پر مجلسون مین اور تعزیون کے ساتھ تبرا نہین کہتے بلکہ عمر بن سعد پر لعنت کرتے ہین۔ تو میرے خیال مین یہ تدبیر مناسب ہے اور رفتہ رفتہ بغیر نزاع وفساد کے یقین ہے کہ اصلاح کی صورت ہوجائے ؎

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

اسکے ساتھ شیعون سے بھی کہتا ہون کہ رواداری اور خاطر داشت کے لحاظ سے اگر آپ لوگ نام نہ لیجیے اور ابن سعد ہی کہکے اُس منحوس پر لعنت کیجیے تو بہتر ہے۔ جیسے عبیداللہ ابن زیاد اور حصین بن نُمیر کا نام اکثر نہین لیتے اور محض بر ابن زیاد اور بر ابن نُمیر لعنت کہتے ہین اسیطرح کہیے بر ابن سعد لعنت تاکہ اشتباہ رفع اور بے لطفی دفع ہو ؎

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

باقی اور ملاعنہ نوفل، حرملہ، خولی، شمر ویزید پر نام لیکے کہیے۔

یہان اس حدیث کا تذکرہ بھی مناسب مقام ہے کہ جب کسی پر لعنت کیجاتی ہے تو آسمان کیطرف متصاعد (بلند) ہوکے خدا سے اجازت مانگتی ہے اگر وہ واقعی مستحق لعن ہے تو اُس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے ہی پر پڑتی ہے۔ اب اہل عقل انصاف کرین کہ امیر المومنین پر جو تون معاویہ نے لعنت کی اور کہلائی۔ اور امیر المومنین نے بھی اسکی اطلاع ہونیسے اور ام المسلمین عائشہ نے بھی اپنے بھائی محمد کے قتل کی خبر پاکر معاویہ پر لعنت کی (تاریخ ابو الفدا) تو اِن مین سے کون لعن کا مستحق ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ معاویہ پر

خود اُسکے دوستون نے بھی لعنت کی ہے مثلاً مروان بن حکم، سعید بن عاص، سمرہ بن جندب (روضۃ الصفا طبع لکھنؤ، نصائح کافیہ طبع بمبئی) تاریخ معاویہ مین ہم نے عبارت بھی لکھدی ہے۔ پھر اُسکے دشمن رسول خدا و علی مرتضیٰ اور عائشہ کی لعنت سے کون تاریخ دان بھلا انکار کرسکتا ہے۔ اس بیان سے ہمارا یہ مطلب نہین کہ امیر المومنینؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کے قاتلون معاویہ اور یزید پر اہلسنت بھی لعنت کرین۔ بلکہ یہ چاہتے ہین کہ شیعہ سُنّی اپنے اپنے عقائد پر قائم رہ کے دنیوی امور مین رواداری کا برتاؤ اور میل جول رکھین۔ آپس کی نزاع در اصل اسلام سے دشمنی ہے۔ ہماری غرض یہ بھی نہین کہ سراج صاحب اپنی خارجیت چھوڑ کے سُنّی ہو جائین اور اڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور وغیرہ عاشور محرم کو عید فتح یزید اور قتل امام حسین کی خوشیان نہ منائین۔ ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ امام حسینؑ کی مصیبتون پر رونے والون کا منہ نہ چڑھائین اور خاندان رسول کی بربادی پر نوحہ اور ماتم کرنے والون کا مذاق نہ اُڑائین۔ جیساکہ اخبار مدینہ بجنور ۲۵ رمئی ۱۹۳۱ء ع ۳۷ جلد ۲۰ مطابق ۶ رمحرم ۱۳۵۰ھ کے تیسرے صفحہ دوسرے کالم پر سر راہے کی سُرخی سے تحریر ہے :-

"جس زمانے مین ہم اسکول مین تعلیم پاتے تھے توہمین اچھی طرح یاد ہے کہ جس روز ہم صبح کو ہنستے مسکراتے اُٹھتے تھے ہمارا تمام دن ہنسی خوشی مین بسر ہوتا تھا۔ گھر مین، مدرسہ مین، کلاس مین، میدان مین ہم خوش اور مسرور رہتے تھے ......... لیکن جس روز معدہ کی خرابی، سوء ہضم، یا جگر کے فعل مین نقص کے باعث منہ بنائے ہوئے، یا رین رین کرتے اُٹھتے تو ہمین یاد ہے کہ تمام دن پٹتے اور روتے گزرتا تھا......... ہم اکثر سوچا کرتے تھے کہ آخر یہ کیا مصیبت ہے وہی ہم ہین وہی برادران اکبر و اصغر ہین وہی والدین ہین وہی استاد۔ لیکن ایک روز ہم صبح سے شام تک پٹتے ہین اور دوسرے روز طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ہنستے کھیلتے ہین آخر اس اختلاف حالات کی وجہ بھی معلوم ہوگئی! اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنا دن جس حالت سے شروع کرتا ہے اُسکا اثر تمام دن کی زندگی پر پڑتا ہے۔ یہ اصول ہماری سمجھ مین کیون آیا؟

اسکی وجہ تاریخی ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ صدیون سے مسلمانون کی حالت تباہ ہے! اور اُن کی زندگی مصیبت مین بسر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔ معلوم ہے اسکی وجہ کیا ہے۔ کفر کیون مسرور و شادمان ہے اور اسلام کیون ماتم گسار ہے۔ اسکا باعث اصلی یہ ہے کہ تمام دُنیا کی اقوام اپنے اپنے سالون کا آغاز رسم مسرت سے کرتے ہین۔ پارسی موسم بہار کے آغاز مین عید نوروز مناتے ہین۔ ہندو بسنت اور ہولی اور بیساکھی سے سال شروع کرتے ہین۔ عیسائی یکم جنوری کو تعطیل مناتے ہین۔ یہودیون کا بھی یہی حال ہے۔ رہ گئے مسلمان تو ان کے سن وہجری کا آغاز واقعہ ہجرت سے ہوا تھا۔ جو کامیابی اسلام کا آغاز تھا۔ لیکن اب ہم اپنا سال ماتم سے شروع کرتے ہین۔ یہانتک کہ محرم اور ماتم لغوی اور معنوی اعتبار سے بھی مترادف ہوگئے ہین۔ محرم کی پیدائش کے معنی ہی۔ رونی صورت ہین۔ مسلمانون مین محرم کا چاند دیکھتے ہی ماتم کی صدائین اور ہائے وائے کے نعرے شروع ہو جاتے ہین۔ پورے دس دن رونے پیٹنے چیخنے چلانے اُف۔ آہ اور ہائے مین گزرتے ہین پھر تعجب کیا جو ہمارے دس ماہ رونے پیٹنے اور اخبار بد سُننے مین بسر ہون۔ جب ہمارا یہ حال تھا کہ رو کر اُٹھنے کے باعث دن بھر روتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ جو قوم اپنے سنہ کا آغاز ہی ماتم سے کرتی ہے پورا سال ماتم و گریہ اور مصائب و آلام مین نہ گزارے۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر اس صورت حال کو بدل دیا جائے تو تنظیم، حفظ حقوق، فوج، جنگ، جہاد، نشر تعلیم، اشاعت اسلام اور تمام معمولی اسباب ترقی کے استعمال کے بغیر ہی ہماری حالت بدل جائے گی۔ ہمارے رہنما۔ قوم کی اصلاح حال کیلیے مارے مارے پھرتے ہین لیکن اس ذراسی بات پر وہ کبھی غور نہین کرتے۔"

ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ اخبار مدینہ بجنور کے مضمون نگار صاحب نے کیسی تاریخ دانی اور خوش فہمی سے فرزند رسول کی مصیبتون پر رونے والون اور اُن کی ماتم داری کرنے والون کا مضحکہ اور تمسخر فرمایا ہے ؎

یہ نہس ہنس کے شہید کربلا پر رونے والونکو ۔ یزیدی حس کی روح نحس کو شاد کرتے ہین

لیکن اُن کی منطق کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ جملہ مذاہب کے تمام انسان رونے ہی مین ہمیشہ زندگی بسر کرین۔ کیونکہ ہر مذہب کے آدمی کا بچہ پیدا ہوتے ہی روتا ہے ؎

یاد گیر این کہ وقت زادن تو ہمہ خندان بُدند و تو گریان
آن چنان زی کہ بعد مردن تو ہمہ گریان شوند و تو خندان

اور مہینون بجز رونے کے بچون کو ہنسی نہین آتی۔

لیکن اگر کسی عالی خانوادہ کا صاحبزادہ تنظیم، حفظ حقوق، نشر تعلیم، اشاعت اسلام کا دلدادہ، اور جنگ جہاد، فوج کی جرنیلی پر آمادہ اپنی والدۂ شریفہ کے بطن مبارک سے بالارادہ ہنستا، کھلکھلاتا، قہقہے لگاتا، ناچتا، گاتا، اہا ہا ہا اہو ہو ہو کا شور وغل مچاتا، فوجی بینڈ، اور جنگی باجا بجاتا ہوا پیدا ہوا ہو تو ایسے اعجوبۂ روزگار...... بچے کو اچنبھے کے بچے کا مترادف سمجھنا چاہیے۔

اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ شیعون کی طرح حضرات اہلسنت تو محرم کا چاند دیکھکے ماتم کی صدائین اور ہائے وائے کے نعرے نہین لگاتے اور دس دن کیا ایک دن بھی اُف، آہ، رونے، پیٹنے اور رفاقے مین بسر نہین فرماتے بلکہ جو لوگ یزیدی اور معاویہ شاہی ہین اُن مین تو محرم کا چاند دیکھتے ہی خوشی کے نعرے شروع ہو جاتے ہین۔ پورے دس دن کھیل تماشے، فرح و مسرت اور ارباب نشاط کی صحبت مین واہ واہ کرتے بسر ہوتے ہین اور خصوصاً بروز قتل امام حسین عاشور محرم کو اچھے اچھے کھانے پکوانے، کھانے کھلانے پینے پلانے، ناچنے گانے آنکھون مین سرمہ لگانے، فتح یزید کی عید منانے، ایک دوسرے کو مبارکباد دینے دلانے مین بسر کرتے ہین پھر ایسے حضرات کے دس گیارہ مہینے برابر اسیطرح ہنسی خوشی مین کیون نہین گزرتے اور ایسے لوگ آفات ارضی و سماوی کے سبب کیون مصائب و آلام مین مبتلا ہو جاتے ہین اور یہ امر بھی دریافت طلب ہے کہ شیعون کو بجز ماہ محرم و ماہ صفر باقی دس مہینون مین ہنسی خوشی کرتے اور خصوصاً نوین ربیع الاوّل کو عید مناتے کیا ابتک کسی عقل کے اندھے نے نہین دیکھا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم  چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور یہ امر بھی واضح رہے کہ سال کا آغاز اور تاریخ لکھنے کی ابتدا حضرت عمر کے عہد خلافت مین محرم کے مہینے سے ہوئی۔ اب اڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور اہلسنت کی تاریخی کتابین دیکھکے فیصلہ فرمائین کہ عمر صاحب کی خلافت مین کفر کس قدر مسرور و شادمان اور اسلام کس حد تک ماتم گسار اور نالان تھا۔

لیکن مضمون نگار صاحب نے یہ جو تحریر فرمایا ہے کہ "تمام دنیا کے اقوام اپنے اپنے سالون کا آغاز رسم مسرت سے کرتے ہین۔ پارسی موسم بہار کے آغاز مین عید نوروز مناتے ہین"۔ ہم نے اڈیٹر صاحب مدینہ بجنور کی تحریر افتتاحیہ ۶ محرم سنہ ۵۰ھ کا جواب سالہ مبارکہ اصلاح کھجوا ضلع سارن بابت ماہ صفر سنہ ۵۰ھ مین جو کچھ لکھا ہے وہی جواب اسکے لیے بھی بخوبی کافی ہوسکتا ہے۔ لیکن اجمالاً یہان بھی گزارش ہے کہ ہم بکمال مسرت اڈیٹر صاحب مدینہ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوے آغاز سال کے لیے ربیع الاول کا مہینہ منتخب کرتے ہین کیونکہ ربیع کے معنی بہار کے ہین۔ اور ہم نے امور ذیل بھی کتب اہلسنت سے ثابت کر دیے ہین۔

(۱) اسی مہینے مین رسول اکرم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (۲) اسی مہینے مین آپکی بعثت ہوئی (۳) اسی مہینے مین آپ مدینہ منورہ پہونچے اور دشمنون سے امن وامان کی صورت ہوئی (۴) اسی مہینے مین جناب عمر بن سعد بن ابی وقاص صاحب اعلی اللہ مقامہ فی اسفل درک کی جنت دنیا سے رحلت ہوئی (۵) اسی مہینے مین پہلی تاریخ سرور سردار انبیاء غار ثور سے نکل کے مدینہ پہونچے اور آپکی بارگاہ رسالت سے لوگون کو تاریخ لکھنے کی ہدایت ہوئی (۶) اسی مہینے مین شیعون کے چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ بہرحال اس مہینے مین بہت سے اسباب مسرت جمع ہوے ہین۔ لہذا تاریخ اور سال شروع کرنے مین اور عید پر عید منانے کے لیے کوئی مہینہ ربیع الاول سے بہتر نہیں ہوسکتا۔

الحاصل ہم یہ کہتے ہین کہ خاندان رسول کے مصائب پر رونے والون کو ہنسنا اور تعزیہ داری

وماتم گساری کا مسخریہ کرنا مذاق اُڑانا یزیدی اور معاویہ شاہی صاحبوں کے واسطے دنیا وآخرت دونوں جہان مین باعث ندامت ہے۔ خاندان رسول پر جو ظلم وستم ہوئے وہ کسی تدبیر سے چھپ نہین سکتے ہ

ہر کہ بر من پردہ پوشد خویش را رسوا کند — مشیخ آن شمعم کہ نتوان داشتن پنہان مرا

مگر ہم برابر دیکھتے آتے ہین کہ جہان محرم کا مہینہ قریب آیا۔ دوستداران و پرستاران یزید ومعاویہ نے عمرو بن عاص کی عیاری اور مغیرہ بن شعبہ کی مکاری اور عبداللہ بن زبیر کی روباہ بازی اور انواع واقسام کی حیلہ سازی سے زور تحریر دکھانا۔ جرائد واخبار مین آرٹیکل اور اشتہار چھپوانا شروع فرمادیا کہ تعزیہ داری حرام حسنؑ وحسینؑ کا ذکر شہادت حرام، گریہ وزاری ناجائز، ماتم گساری بدعت النیاحۃ من عمل الجاھلیۃ نوحہ پڑھنا جاہلیت کا عمل ہے، مجمع عام مین نسوان خاندان رسول کا نام لے لے کے اُن پر ظلم وستم کا بیان توہین کا باعث ہے۔ اور صرف اسلیئے کہ ظلم کا سلسلہ خلفا تک پہونچتا ہے غزالی نے ذکر مقتل حسین حرام کردیا۔

لیکن ماہ صیام کا زمانہ قریب آنے پر کسی صاحب نے آجتک خامہ فرسائی نہ فرمائی کہ سنو حافظو جہان قرآن مجید مین ام المسلمین عائشہ پر تہمت اُفک اور جناب مریم پر بہتان زنا کا تذکرہ ہے خبردار وہ آیت بھرے مجمع کے سامنے تراویح شریف مین نہ پڑھا کرو اس سے عائشہ اور والدہ جناب عیسیٰ روح اللہ کی توہین ہوتی ہے

حالانکہ جن اصحاب رسول نے عائشہ کو تہمت لگائی تھی وہ لائق ملامت اور جنھوں نے آل رسول پر ظلم وستم ڈھلائے تھے وہ قابل نفرین ومستحق لعنت ہین اسکے بیان کرنیسے عائشہ کی یا خاندان رسول کی توہین ہرگز نہین ہوتی بلکہ مظالم ظاہر کرنے سے در اصل ظالم کی توہین ہے

قتل حسینؑ اصل مین مرگ یزید ہے[۱] — اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

۱؎ مولوی محمد علی صاحب جوہر

کیونکہ سننے والے کے دل میں ظالم سے نفرت اور مظلوم سے الفت پیدا ہوتی ہے۔ کفارِ قریش نے رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء سے جو گستاخیاں اور بے ادبیاں کیں۔ سر اقدس پر کوڑا کرکٹ اور نجاستیں پھینکیں، دانہ پانی بند کیا، بائیکاٹ کر دیا، انواع و اقسام کے ظلم و ستم توڑے طرح طرح کے جبر و جور کئے کیا ان باتوں سے رسول اکرم کی توہین کا کوئی مسلمان قائل ہے۔ حضرت ابوبکرؓ سے ابن ربیعہ کافر (یا عقبہ بن ابی معیط) کس قدر گستاخی اور بیدردی سے پیش آیا "دا قبلوا علی ابی بکر فضربوه حتی لم یعرف انفه من وجهه" ان لوگوں نے تھکے ابوبکر (خلیفہ اول) کے منہ پر اتنی جوتیاں ماریں کہ ناک چہرہ کی سطح سے ہموار ہو گئی اور جوتیوں سے صورت بگاڑ دی (صواعق محرقہ طبع مصر ص۱۵۳ و تاریخ خمیس جلد اول طبع مصر ص۳۲۲) عتبہ بن ربیعہ علیہ اللعنۃ نعلین بر گرفت و چندان بر روے ابوبکر زد کہ بینی او از رخسار ممتاز نمی گشت تا بنو تیم ........ بخانہ بردند ........ تا شبانگاہ بیہوش افتادہ بود (معارج النبوۃ ملا معین ہروی رکن سوم باب دوم فصل سوم و قائع سال ششم از بعثت طبع لکھنؤ ص۵۳)۔ پس کشیدند سر ریش ابوبکرؓ را تا افتاد اکثر موہائے او و شکستند سر او را و در روایتے آمدہ کہ چند ان نعلین بسر و روئے او زدند کہ بیہوش افتاد (مدارج النبوۃ محدث دھلوی جلد دوم ص۳۹)۔ عتبہ ملعون نے اپنے نجس نعلین کا برش بنا کے ابوبکرؓ کے چہرۂ مبارک کا گرد و غبار اس طرح جھاڑا جس سے انکے رخساروں پر اتنا ورم اور آماس آ گیا تھا کہ منہ پر ناک کا امتیاز اور پتہ نہیں معلوم ہوتا تھا

وا نمودگی شیوۂ مانیست وگرنہ ازیک سخن گرم دل یار توان سوخت

علماء و مورخین اہلسنت نے حضرت ابوبکر کی توہین کیلیے اسکو نہیں لکھا بلکہ اسلیے لکھا کہ جب کتاب دیکھنے والے مضمون پڑھیں تو اُن کے دل میں ابوبکر سے ہمدردی و الفت اور عتبہ بے ایمان سے نفرت پیدا ہو اور اُس پر لعنت کریں۔ اسیطرح کتب تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابوبکر کے بیٹے محمد رضی اللہ عنہ کو قتل کروا کے اُن کی لاش گدھے کی کھال میں بھروا کے معاویہ کے حکم سے جلوا دی گئی اور

تاریخ ابو الفداء ص۹۰

اسی کے حکم سے رسُول خدا کے چھوٹے چھوٹے دو بھتیجے اُن بچّون کی مان کے سامنے بکری کے بچے کی طرح ذبح کر دیے گئے ۔ اور اسی کے حکم سے رسُول خدا کے بڑے بیٹے کو زہر دیکے شہید کیا گیا ۔ تو اِن باتون سے معاویہ کی قساوت و شقاوت و بیدینی پر نفرین کرنے کو جی چاہتا ہے اور محمد بن ابی بکر اور پسران عبید اللہ بن عباس اور امام حسن سے محبت زیادہ ہو جاتی ہے اسیطرح جب کتب تواریخ و مقاتل مین واقعہ کربلا دیکھا جاتا ہے کہ یزید نے اپنے باپ سے زیادہ خاندان رسول پر ظلم و ستم توڑے تو آل رسول کی مظلومی اور غربت و بیکسی پر افسوس اور رونا آتا ہے اور یزید بن معاویہ پر بیساختہ منہ سے لعنت نکلتی ہے ۔

برچنین قوم چو لعنت نہ کنی شرمت باد

چون یزید نحس افسر میشود        از پدر ہرگز نہ کمتر می شود
بلکہ وے را مثل و ہمسر میشود        بچۂ خر عاقبت خر می شود

زادۂ ظالم ستمگر می شود
تیغ چون بشکست خنجر میشود

ہم نے جریدۂ اصلاح کھجوہ ضلع سارن بابت ماہ صفر ۱۳۵۰ھ مین کتب اہلسنت سے بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ مجلس عزاء امام حسین علیہ السلام عہد رسول ہی مین بحکم خدا مین ہوئی ۔ مصائب کربلا بیان کرنے والے اور مرثیہ پڑھنے والے جبرئیل امین اور مرثیہ سنکے رونے والے جناب ختم المرسلین اور سیدۂ نساء العالمین اور امیر المومنین تھے ۔ اور بعد شہادت و حادثہ کربلا خداوند عالم نے اپنی کل مخلوقات ( وحوش و طیور و شجر و حجر و نباتات و جمادات و انس و جن و ملک و زمین و آسمان ) کو رونے کا حکم دیا ۔ اور آسمان کی سُرخی اور خون برسانے سے (امام حسینؑ کے قاتلون پر) اپنا غضب و غصہ ظاہر کیا (تاریخ الخلفا طبع میمنیہ مصر ص۸۰ و طبع محمدی لاہور ص۱۴۲ و صواعق محرقہ طبع میمنیہ مصر ص۱۱۹)

بنا رعُرس امام حسینؑ باطنًا از ان روز باید گفت کہ جبرئیل علیہ السلام وحی متواتر

شہادت آن امام مظلوم بآن حضرت صلی اللہ علیہ و (آلہ و) سلم رسانید۔ وآن سرور والدین ماجدین امام...... مطلع گشتہ ........ چشم پرآب شدند ..... وبعد.... حادثہ کربلا ظاہر حضرت ذوالجلال خود اہتمام آن فرمود....... بیہقی وابونعیم روایت می کنند کہ ہرگاہ شہید شد حسین علیہ السلام خون بارید آسمان....... کہ خمہا وسبوہا وہر ظرفے ..... پُر از خون گردید ....... اینہمہ اہتمام از طرف خدائے سبحانہ از روے احادیث صحاح ثابت است....... وبعید نیست کہ ماتم وتعزیت تا قیام قیامت تمام نشود۔ پس چونکہ مہتمم آن خدا ورسول باشد از بندکردن کسے (.......) بند نخواہد شد (انوار الرحمن طبع لکھنؤ ص ۳۸۳)۔

جس حالت مین امام حسینؑ کے مصائب پرگریہ وزاری اور تعزیہ داری کا اہتمام خدائے ذوالجلال والاکرام ورسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ثابت ہے اور قیام قیامت تک تمام نہین ہوسکتی تو مخالفین امام باوجود ادعاء اسلام اسکی روک تھام مین کیون کوشش ناکام کرتے ہین درآنحالیکہ بڑے بڑے جابرہ وقیاصرزمان اور ملاعنہ وفراعنہ باسامان اور صاحبان طبل ونشان مثلاً متوکل عباسی جیسی بے ایمان نے بزور حکومت مٹانا اور نور خدا کو بجھانا چاہا مگر خود اپنے مقر سقر کو پہونچکے یزید ومعاویہ سے بغلگیر ہوگیا اور فرزند رسول کی یادگار ابتک قائم ہے۔ خود معاویہ چاہتا تھا کہ رسول خدا کے خاندان بنی ہاشم مین سے کوئی متنفس روے زمین پرباقی نرہے اور یزید نے بھی اپنے باپ کی خواہش پوری کرنے مین بھرپور کوشش کی اور اسکے لشکریون نے خاندان رسول کے چھوٹے چھوٹے بچون کو (حتی کہ چھ مہینے کے بچے کو بھی) قتل کیا۔ مگر امام زین العابدینؑ بچگئے اور جب عمر بن سعد نے انھین قید کرکے دربار ابن زیاد مین کوفے بھیجا تو اسنے قتل کا حکم دیا مگر خدانے بچالیا اسیطرح مقید یزید کے دربار خلافت مین دمشق بھیجے گئے اسنے بھی قتل کا حکم دیا۔ وہان بھی خدانے انھین محفوظ رکھا ؎

چراغے راکہ ایزد برفروزد کسے کو پف زند ریشش بسوزد

المختصر ہم نہایت خوشامدانہ گزارش کرتے ہین کہ حضرات خوارج (اپنے آپ کو سنی ظاہر فرماکے) اس طرح کی اشتعال آمیز وفتنہ خیز وفساد انگیز وشرر ریز تحریرون سے باز آئین شیعون اور سنیون مین بے لطفی نہ کرائین۔ اسلام کے حال پر مہربانی فرمائین کیا کوئی سُنّی صاحب ایسے ہین کہ امیر المومنین یا شیعون کے دیگر ائمہ طاہرین مین کسی طرح کا عیب لگائین۔ یہان تک کہ۔ ناشدنی۔ مردار خوار۔ یہودی۔ کافر۔ بنائین اور پھر بھی خارجی نہ کہلائین بلکہ اچھے خاصے سُنّی کے سُنّی بنے رہ جائین۔ علمارِ اہلسنت جناب امیر المومنین کو خدا کا بنایا ہوا امام اور حضرت ابوبکرؓ کو آدمیون کا بنایا ہوا جانتے ہین۔ اور دیگر ائمہ طاہرین کو مثل امیر المومنین کے مجازاً معصوم اور گناہون سے محفوظ مانتے ہین (تقوی مصنفہ مولوی سخاوت علی صاحب قدس سرہ جونپوری طبع جادو پریس جونپور۔ جسکو اُن کے پوتے اور سچے وارث علوم مولوی ابوبکر محمد شیث سلمہ پروفیسر یونیورسٹی علیگڈھ نے تیسری مرتبہ چھپوایا ہے ص )۔

شیعون کا تو مسئلہ تقیہ پر تمسخر یہ فرماتے ہین اور خود خارجی ہو کے زبان سے سُنّی بن جاتے ہین۔ باوجود خارجیت اپنے آپکو سُنّی کہنا تقیہ نہین تو اور کیا ہے۔ حالانکہ ان کے مذہب مین تقیہ حرام ہے۔ تقیہ تو مومنون کے مذہب مین ہے۔ جیساکہ امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہین مومنوں کیلیے قیامت تک تقیہ جائز ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ثانی طبع مصر ص۶۴۶)۔

{ہم اس وقت مسئلہ متعہ پر سراج صاحب مچھلی شہری کی طبع آزمائی اور خامہ فرسائی ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔}

مسئلے کی مناسبت سے ہم نے اس حصۂ جواب کا نام مجمع متعہ رکھا ہے۔ پہلے آیۂ متعہ کے متعلق مولوی حافظ حکیم سید مقبول احمد صاحب مرحوم کا ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن الآیہ (ترجمہ) پھر اُن مین جس سے تم متعہ کرو

تو مقرر کیا ہو امہر اُسکو دیدو۔"

(حاشیہ نمبر ۲) اجور ھن اسکے معنی ہین مہور ھن یعنی اُنکے مہر۔ اور خدا نے اجر اسلیے فرمایا ہے کہ استمتاع کے مقابلہ مین ہے جسکے معنی ہین فائدہ اُٹھانا اور لذت حاصل کرنا۔ کافی مین جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ آیت یون نازل ہوئی تھی فما استمتعتم بہ من ھن الی اجل مسمّی فاتوھن اجور ھن فریضۃ اور تفسیر عیاشی مین منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام اسے یونہیں پڑھتے تھے اور عامہ کے یہان بھی صحابہ کے ایک گروہ سے یون ہی مروی ہے (ترجمہ و حاشیہ مولوی مقبول احمد صاحب دہلوی طبع لکھنؤ)۔

اب مُلا فاضل سراج صاحب.... انٹرمیڈیٹ.... کی
شیرین زبانی اور شیوہ بیانی ملاحظہ ہو

" تفسیر اجی عامہ کو جانیدو، صحابہ کو چھوڑ دو ہمکو غیرون سے کیا شکایت بقول تمہارے وہ تو جاہل اور منافق تھے جب اے آل رسول تم ہی ہمارا کلام نہین سمجھتے۔ ہمارا قرآن نہین جانتے۔ قرآن کے مطلب کو آل یعقوب بنی اسرائیل کی طرح چھپاتے ہو فتنہ و فساد پھیلانے کے لیے نیا مطلب نکالنے کے لیے قرآن مین تحریف کرتے ہو۔ الی اجل مسمّی کے الفاظ کو قرآن سے کس نے نکالا۔ نام بتاؤ۔ اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ سب سے بڑی دلیل قرآن ہے اُس مین دکھلاؤ۔ اور اگر تم جھوٹ بولتے ہو تو فلعنت اللہ علی الکاذبین اے آل رسول ہم کو بخود حیرت ہے کہ تم کو آل رسول عربی کہین یا ایک ایرانی النسل عجمی۔ اے جاہل مقبول احمد یہ ترجمہ تمکو ہمارے پیغمبر نے کہان بتایا۔ عرب کے کس محاورہ اور لغت مین آیا ہے قرآن مین کس جگہ متعہ کا ذکر آیا ہے یا تمکو آل رسول نے یہ ترجمہ اور یہ تفسیر بتلائی۔ اُستاد اور شاگردون پر اللہ کی سنوار۔ اسی عربیت اور اسی قرآن دانی پر تمکو دعوائے ہمہ دانی زیب دیتا ہے اے لائق آل رسول دیکھو تمہارے جھوٹ مین کتنی علامتین جھوٹ کی موجود ہین (فبھت الذی کفر جزو ثانی طبع اصح المطابع تھوئی ٹولہ لکھنؤ ص ۱۳۰)۔

ہم نے سراج صاحب کی اس عبارت کا ایک ایک ٹکڑا کرکے جواب لکھا ہے۔

سراج۔ ابھی عامۃ کو جانے دو

وقار۔ جناب بندہ۔ عامۃ کو فبہت الذی کفر کا مصداق بنا کے سا اُصلیہ سقر دکھانے کے واسطے عامۃ ہی کی کتب اور اقوال سے احتجاج و استدلال قوی ہوتا ہے پھر انھین کہان لکن جانیدین

سراج۔ صحابہ کو چھوڑ دو۔

وقار۔ آپ کے فرمانے کی ضرورت نہین جن صحابہ کے احوال و اقوال و اعمال و افعال سے اُن کا نفاق و شقاق و عدوان و طغیان واضح اور ثابت ہو گیا۔ اُنھین ہم نے خود ہی چھوڑا اسلیئے تو رافضی ہوے۔ اوّل من لسمّی الرافضۃ السحرۃ الّذین بما شاھدوا آیتہ موسیٰ فی عصاہ امنوا بہ واتبعوہ و رفضوا امر فرعون واستسلموا لکل ما نزل بھم فسمّاھم فرعون الرّافضۃ لمّا رفضوا دینہ فالرّافضی من رفض کل ماکرھہ اللہ وفعل کل ما امرہ اللہ (تفسیر امام حسن عسکری صہ ۱۳۶) اور حاشیہ تغیر پر یہ عبارت ہے۔ رفضہ رفضا ترکہ والرافضۃ فرقۃ من شیعۃ الکوفۃ سموا بذٰلک لانھم رفضوا زید بن علی لما نھاھم عن الطعن فی الصحابۃ

سراج۔ ہم کو غیرون سے کیا شکایت۔

وقار۔ بلکہ اپنے امام ابوحنیفہ کے فتوون سے البتہ دل کو ندامت ہے ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند　　　سعدی از دست خویشتن فریاد

سراج۔ بقول تمھارے وہ تو جاہل۔

وقار۔ بلکہ بقول علماء اہلسنت بلکہ خود بقول اپنے کل الناس اعلم من عمر کل احد افقہ من عمر (ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی طبع بریلی حصہ اول صفحہ ۲۲۴) کل النّاس افقہ من عمر حتی المخدّرات فی الحجال (تحفہ اثنا عشریہ) جب دنیا بھر کے آدمی اُن سے بہت بڑھکے عالم اور کہین زیادہ فقیہ تھے یہان تک کہ پردے کی بیٹھنے والیان۔" پھر آپ ہی فرمایئے ایسے اقراری بزرگ کو کیا کہا جائے۔ کیا کسی ملا فاضل

صاحب روایت [illegible]

کو جاہل سمجھا جائے۔ جو اپنی قابلیت کے جوش مین اچھے خاصے پڑھے لکھے مولوی مقبول احمد صاحب کو جاہل کہتے ہین اور جب علم کا تھرمامیٹر متجاوز ہوا اور دماغ معلی بالکل معطل ہو جاتا ہی تو علم رسول کے سچے وارث آل رسول کو بھی وہ جاہل کہنے مین خدا و رسول سے شرم نہین فرماتے بلکہ فبہت الذی کفر ہو جاتے ہین۔

سراج۔ اور منافق تھے۔

وقار۔ چنانچہ حذیفہ صحابی سے پوچھا کرتے تھے کہ شب عقبہ رسول خدا نے منافقون مین ہمارا نام لیا تھا؟ آخر شرعی قسم کہا کے خود ہی کہدیتے تھے واللہ یا حذیفہ انا من المنافقین وہ تو بقول اپنے ہی منافق تھے۔ (میزان الاعتدال جلد اول طبع مصر ۳۶۹)

سراج۔ جب اے آل رسول تمھین ہمارا کلام نہین سمجھتے ہمارا قرآن نہین جانتے۔

وقار۔ رسول خدا نے بفحواے ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ بحکم خدا فرمایا ہے علی مع القرآن والقرآن مع علی جب علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ ہے تو خدا کا کلام اور قرآن آل رسول نہ سمجھینگے تو کیا وہ سمجھینگے جو کہ ایک ایک عورت سے گفتگو مین شرمندہ اور مجحوج ہو کے اپنی ذات سے دنیا بھر کے آدمیون کو افقہ اور اعلم ہونیکا اقرار فرماتے تھے۔

کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال حضرت عمر کا قول ہے اور سلونی قبل ان تفقدونی امیر المومنین علیہ السلام کا قول۔ دونون ملاکے نتیجہ نکال لیجیے۔ آل رسول کے گھر مین خدا نے قرآن اتارا۔ رسول نے علم سے انھین سنوارا۔ بھلا بازار دن مین چکر لگانیوالے حضرات کس طرح آل رسول کے برابر قرآن سمجھ سکتے ہین۔

سراج۔ قرآن کے مطلب کو آل یعقوب بنی اسرائیل کیطرح چھپاتے ہو۔

وقار۔ جہان قرآن کا مطلب چھپایا گیا ہو آپ ظاہر فرما دیجیے۔

سراج۔ فتنہ و فساد پھیلانے کے لیے۔

وقار۔ معاویہ کے متعلق حدیث نبوی مشہور ہے ان معاویہ فی تابوت من نار فی اسفل درک منہا ینادی یاحنان یامنان فیقال لہ الان وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین (تاریخ طبری) تحقیق معاویہ صندوق آتشین مین جہنم کے نیچے حصہ مین یاحنان یامنان کی آواز لگائیگا اُسوقت اُس سے کہا جائیگا کہ اب (کیا فائدہ) پہلے تو تو نے عصیان کیا اور تو فسادیون مین سے تھا۔

سراج۔ اپنا مطلب نکالنے کے لیے قرآن مین تحریف کرتے ہو۔

وقار۔ اور اپنی تفسیر "فبہت الذی کفر" کے سرورق پر آیہ قل کفی اللہ المومنین القتال کا ترجمہ "کہدو منادی کردو کہ مومنین اہلسنت کیطرف سے شیعون سے مناظرہ کرنے کے لیے اللہ کافی ہے" یہ تحریر فرما کے اس تحریف معنوی کی تعریف کرتے ہو کہ (ایک ایسی تفسیر لکھدونگا جس کو گوش فلک نے بھی ابتک نہین سُنا تھا۔ جزو اول ص۲)

اب ارشاد فرمائیے کہ آیۂ مذکورہ کے کس لفظ کا ترجمہ جناب عالی نے اہلسنت۔ اور کس لفظ کا ترجمہ۔ مناظرہ۔ فرمایا ہے۔ درآن حالیکہ عہد رسول مین کسی کا نام اہلسنت نہین تھا۔ ایک فرقہ مومن۔ جو امیر المومنین کا محبت دار تھا۔

مشہور حدیث ہے عنوان صحیفۃ المومن حب علی بن ابیطالب (صواعق محرقہ طبع مصر ص) وہی فرقہ شیعۂ علی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسکے متعلق بھی حدیثین مشہور ہین شیعۃ علی ھم الفائزون (یا علی انت وشیعتک ھم الفائزون۔ (کنوز)

اور دوسرا فرقہ منافق۔ جو امیر المومنین سے بغض اور عداوت رکھتا تھا اسکی پہچان بھی رسول خدا نے بتا دی تھی۔ لایحب علیا الا مومن ولا یبغضہ الا منافق (تحفہ اثنا عشریہ) اِسی کسوٹی پر مومن و منافق پہچانے جاتے تھے اور یہی شناخت ابتک ہے اور یہی معیار قیامت تک کے لیے کافی ہے۔

ابوسعید خُدری صحابی کا قول ہے کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیا
(تاریخ الخلفاء وصواعق محرقہ)۔

المختصر آیہ مذکورہ کے ترجمہ مین شیعون کا لفظ تو مومنین کا ترجمہ ہوا۔ لیکن اہلسنت اور
مناظرہ کا جملہ جو آپنے بے تکے پن سے بڑھایا اُسیکا نام تفسیر بالرائے ہے جس کے متعلق عید
کی حدیثین مسلمۂ فریقین ہین۔ اسلیے بفحوائے فبہت الذی کفر خود ہی آپنے مبہوت ہوکے
فرمادیا کہ "شیعہ تو شیعہ سنی بھی مجھ پر لعنت بھیجینگے"۔ (فبہت الذی کفر جزو اول ص۲ طبع لکھنو)

لیکن جس طرح آپنے ترجمہ اور تفسیر مین تحریف فرمائی ہے۔ اسیطرح بقول علامہ
جلال الدین سیوطی اصل آیہ مین بھی تحریف ہو چکی ہے وہ تحریر فرماتے ہین کہ یہ آیہ اسطرح نازل
ہوا تھا وکفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابیطالب (تفسیر درمنثور جلد پنجم
طبع مصر صفحہ ۱۹۲)۔

یہ آیہ جنگ خندق فتح ہونیکے بعد نازل ہوا تھا۔ کفار کے لشکر مین عمرو بن عبدود
نہایت مشہور پہلوان تھا۔ ایک مرتبہ مقام یلیل مین اکیلا ہزارون ڈاکوؤن سے مقابلہ کیا
ایک اونٹ کے ہاتھ پاؤن مٹھی مین دبا کے اُسکی ڈہال بنا کے لڑنا شروع کیا آخر سب قزاقون
کو مارتے مارتے بھگا دیا۔ مسلمانون کو بھی یہ قصہ معلوم تھا۔ اسلیے ڈر کے مارے کسی کو اُسکے
سامنے جانیکا حوصلہ نہین پڑتا تھا۔ اُسکی مبارزطلبی (لڑنے کے لیے بلانے) اور رسولخدا
کے مکرر ارشاد پر بھی کوئی صحابی جانے پر آمادہ نہین ہوا۔ ہر مرتبہ امیرالمومنین ہی اُٹھ کھڑے
ہوتے تھے مگر صحاب کی آزمائش کے لیے آنحضرت اُن کو روک لیتے تھے بالآخر اجازت دی
اور اپنے دست مبارک سے امیرالمومنین کے سر پر عمامہ باندھا تلوار عنایت کی اور جب وہ
جانے لگے تو ارشاد فرمایا برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ "تمام ایمان تمام کفر کیطرف
جاتا ہے یعنی دنیا بھر کے کفر سے لڑنے کو دنیا بھر کا ایمان مستعد ہے"۔ اور جب امیرالمومنین اُسکا
سر کاٹ کے لا رہے تھے حضرت عمر نے رسول خدا سے کہا کہ زرا دیکھیے علی کس طرح غرور کی چال

چل رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میدان جنگ میں ایسی فتح کے موقع پر یہ رفتار محبوب ہے اور جب امیر المومنین پہونچ گئے تو آنحضرت نے فرمایا ضربة علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامہ (ینابیع المودة قسطنطنیہ ص ۹۵ و ص ۱۳۷)

اور شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے لمبارزة علی بن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامة (مدارج النبوة جلد ثانی طبع نول کشور پریس لکھنو صفحہ ۱۷۱)۔

ہم اپنے قصیدۂ لامیہ میں سے ایک قطعہ اسکے متعلق لکھتے ہیں ؎

وہی علی کہ کیا فتح غزوۂ خندق — نہیں تو عمرو سے لڑنا کسی کی تھی یہ مجال
قوی و شیر دل ایسا وہ تھا کہ بلیل میں — سپر کیطرح تیر لیکے اُسنے کی تھی جدال
مکرر اُسنے مبارز طلب کیا لیکن — کسیکو فوج نبی میں ہوئی نہ تاب مقال
رسول حق نے جو دیکھا تو سا اہل اصحاب — کہا تاؤ رخون پہ ہے کیوں یہ اضمحلال
کہا عمر نے کہ حضرت بلائے بد ہے یہ — ہزار آدمیوں سے اکیلے قتال
جسے کہ جان ہو دو بھر وہ اس سے لڑنے جائے — بتایے تو کسے اپنی زندگی ہے وبال
مگر علی نے یہ کی عرض انا ابارزہ — مری مدد کو ہے کافی حضور کا اقبال
کہا نبی نے کہ یہ عبد ود کا بیٹا ہے — کہا کہ میں ہوں ابوطالب جری کا لال
{ کہا نبی نے کہ یہ ہے نہنگ بحر دغا — کہا کہ میں بھی تو ہوں شیر ایزد متعال
کہا نبی نے کہ مشکل ہے سامنا اسکا — کہا کہ میں تو ہوں خود مشکلات کا حلال }
پھر آئی اتنے میں ہل من مبارز کی صدا — بس آ گیا شہ دلدل سوار کو بھی جلال
نبی سے لیکے اجازت چلے شہ مرداں — جلو میں ساتھ چلی فوج نصرت و اجلال
غرضکہ آکے مقابل ہوئے جو عمرو سے آپ — علی کا دبدبہ دیکھا تو دب گیا جیال
بکر کہنے لگا کیا میں تم کو قتل کروں! — کہا علی نے مگر ہم کرینگے تجھ کو حلال

یہ سنکے جوش مین آئی حمیت جاہل بڑھا غرور و تکبر مین آکے وہ دجال
اُدھر تو فرق مبارک پہ اُسکی تیغ چلی اِدھر سے چل گئی شمشیر شیر حق فی الحال
کٹے جو پاؤن گرا دھڑسے کانپ اُٹھی زمین ملائکہ نے کیا ورد سورۂ زلزال
سر اُسکا تنسے جدا کرکے لائے جب حضرت مین کیا کہون کہ نبی کسقدر ہوئے ہین نہال
کہا تمہارے لیے ہے یداللّٰہی زیبا تمھاری ضرب ہے تا حشر افضل اعمال

خدا کا بھی ہے یہ ارشاد مومنون کے لیے
کہ اُن کے واسطے کافی ہوئی علی کی قتال

ابن مسعود سے ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ رسول خدا کی زندگی مین ہم لوگ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے یا ایھا الرّسول بلغ ما انزل الیك من ربّك ان علیّاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ واللہ یعصمك من النّاس (تفسیر درمنثور جلد ثانی طبع مصر ۲۹۸)۔

علامہ سیوطی سے پوچھیے کہ ان دونون آیتون مین سے امیر المومنین کا نام نکال کے قرآن مجید مین کسنے تحریف کی اور کس کا مطلب حاصل ہوا۔

بُخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے حمد خدا کے بعد کہا کہ ایھا الناس تم لوگ آیۂ رجم کے متعلق دھوکا نہ دو وہ یہ آیہ ہے الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم اگر شیخ اور شیخہ آپس مین زناکاری کرین (تو) خدا کی طرف سے (اُن کے لیے) عذاب ہے اور خدا قوی حکمت والا ہے"۔ اور مراد شیخ اور شیخہ سے بیاہا ہوا مرد اور بیاہی ہوئی عورت ہے۔ جیسا کہ موطا مین مالک نے اسکی تفسیر کی ہے (حضرت عمر صاحب کہتے ہین) یقیناً یہ آیہ قرآن مین نازل ہوا اور ہم لوگون نے پڑھا بھی مگر جہان رسُول خدا کے ساتھ بہت سا قرآن چلا گیا یہ آیہ بھی جاتا رہا۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ یقیناً رسول خدا نے اور ابوبکر نے رجم کیا۔ بعد کو ہم نے بھی رجم کیا اور وہ زمانہ قریب آنے والا ہے

کہ اس اُمت کے لوگ رجم کو جھٹلائینگے۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن مسیب اور زید بن اسلم سے بھی اسکی روایت کی گئی ہے (ازالۃ الخفا طبع بریلی) اور حضرت عمر نے کہا کہ اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ قرآن مین عمر نے زیادتی کردی تو مین ضرور آیہ رجم کو لکھ دیتا (اتقان طبع لاہور صـ۲۵۵) فرمائیے کہ یہ تحریف کس کی ہے۔

حمیدہ بنت ابی یونس کہتی ہین کہ اُبی بن کعب نے آیہ صلوٰۃ مجھکو مصحف عائشہ مین سے اسطرح پڑھکے سُنایا ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول حمیدہ کہتی ہین کہ قرآن مین عثمان کے تغیر دینے سے پہلے کا یہ قصہ ہے (اتقان طبع لاہور صـ۲۵۶) فرمائیے کہ آیہ مذکور مین سے آخری ٹکڑا کسنے نکال دیا۔

سورۂ احزاب مین دوسو آیتین تھین مگر اب تہتر رہ گیئن۔ فرمائیے کہ ایک سو ستائیس آیتین کیا ہوئین۔ سورہ برأۃ سورۂ بقر کے برابر تھا۔ مگر اب بہت کم ہوگیا۔ فرمائیے کہ یہ تحریفین کسنے کین اور انکا ذمہ دار کون ہے۔

سراج۔ "اے اجل مسمّٰے" کے الفاظ کو قرآن سے کسنے نکالا۔

وقار۔ یہ پُرفکری انھین کی ہوگی جنھون نے خدا و رسول کا حکم اپنی رائے سے رد کیا اور آپنے تسلیم کرلیا۔ (سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے)۔

فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما

بیضاوی نے اس آیہ مبارک کے متعلق یہ لکھا ہے

فمن تمتعتم بہ من المنکوحات او فما استمتعتم بہ من ھن من جماع او عقد علیھن (فاتوھن اجورھن) مھورھن فان المھر فی مقابلۃ الاستمتاع (فریضۃ حال من الاجور بمعنی مفروضۃ او صفۃ مصدر

محذوف ای ایتاء مفروضا او مصدر موکّد (ولاجناح علیکم فیما تراضیتم بہ) من بعد الفریضۃ فیما یزاد علی المسمّی او یحط عنہ بالراضی او فیما تراضیا بہ من نفقۃ او فراق۔ وقیل نزلت الآیۃ فی المتعۃ الّتی کانت ثلثۃ ایام حین فتحت مکۃ ثم نسخت
اس عبارت سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مسمّٰے پر زیادتی یا کمی آپس کی رضامندی سے ہوسکتی ہے بہرحال قرآن مین آیہ متعہ نازل ہوا اور ابتک موجود ہے۔ اب رہی روایت۔ تو وہ اہل ایمان اور منصف مزاج کے نزدیک ہرگز قرآن کا مقابلہ نہین کرسکتی۔ اور آیہ متعہ ہرگز منسوخ نہین ہوا ورنہ تا حیات جناب رسالتمآب اور ابوبکر صاحب کی خلافت مین برابر کیون جاری رہتا۔

حدثنا محمد بن الحسین قال ثنا احمد بن مفضّل قال ثنا اسباط عن السدی فما استمتعتم بہ منھنّ **الی اجل مسمّی** فاتوھنّ اجورھن فریضۃ ولاجناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ فھذہ المتعۃ الرّجل ینکح المرأۃ بشرط۔ الی اجل مسمّی ویشھد شاھدین وینکح باذن ولیّھا و اذا انقضت المدّۃ فلیس لہ علیھا سبیل وھی منہ بریّۃ وعلیھا ان تستبرئ ما فی رحمھا ولیس بینھما میراث ولیس یرث (تفسیر ابن جریر طبری جلد خامس طبع مصر مطبع میمنیہ ص)

واحد منهما صاحبه ۲

علامہ ابن جریر طبری سے پوچھیے کہ آیہ متعہ مین الی اجل مسمّٰے۔ کے الفاظ جب کہ قرآن مین موجود نہین ہین تو آپنے کہان سے لکھے اور کیون لکھے۔

سراج۔ نام بتاؤ۔

وقار۔ دل مرا کسنے لیا نام بتاؤن کسکا گھر مین یا آپ ہین یا بن کوئی آیا نہ گیا

وہ نام نامی اور اسم گرامی اور خطاب سامی کتابون مین مسطور زبانون پر مذکور دنیا بھر مین دور دور مشہور ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ رسول خدا اور حضرت ابوبکر بیٹھے گانے والی عورتون کا گانا بجانا سُن رہے تھے اور شیطان بیٹھا سنتا تھا دفعتہً آپ تشریف لائے تو شیطان بھاگ گیا (ازالۃ الخفا طبع بریلی) لیکن ایسے مشہور بزرگ کا نام

بھی آپ ہمین سے پوچھتے ہین تو سنئے ھو اول من حرم المتعہ (تاریخ الخلفا طبع مصر و لاہور و کلکتہ) ؎

نام لیتے نہین ظاہر ہین کسیکے آگے　　دل مین ہر وقت تمھین یاد کیا کرتے ہین

سراج - اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔

وقار - جناب عالی تفسیر در منثور ، اتقان سیوطی ، تفسیر طبری کا حوالہ پیش کیا اور خود آپ ہی کی مصنفہ کتاب مین آپ کی تحریف ثابت کرکے آپکو فبہت الذی کفر بنا دیا۔ لیکن آپ جس کو دلیل سمجھتے ہین اُسکا نام بتائیے ۔ تو مین اُسکو پیش کرون ۔

سراج - سب سے بڑی دلیل قرآن ہے اُس مین دکھلاؤ۔

وقار - جناب مُلا فاضل صاحب یہی تو بحث ہے کہ پہلے قرآن مین امیر المومنین کا نام تھا۔ عہد رسول مین لوگ پڑھا کرتے تھے۔ اب نہین ہے ۔ پہلے آیہ رجم قرآن مین تھا۔ عمر صاحب نے پڑھا اور اُسکی بنا پر عمل کیا۔ اب نہین ہے۔ سورۂ احزاب اور سورۂ براءۃ پہلے بہت طولانی تھا۔ اب مختصر ہو گیا۔

اسیطرح آیہ متعہ مین پہلے ۔ الی اجل مسمّے ۔ کا جملہ قرآن مین تھا اب نہین ہے تو کیسے دکھایا جائے ۔ آپکے اسلاف نے قرآن کو اصلی حالت پر رہنے دیا ہوتا تو ہم دکھا سکتے ۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ چور مال بھی چُرا لے گیا اور مالک مکان سے کہتا ہے کہ تم اپنے گھر مین مال دکھاؤ اور جو لے گیا ہے اُس کا نام بتاؤ ؎

مگر جانیکا قاتل نے نرالا ڈھنگ نکالا ہے　　سبھون سے پوچھتا ہے کسنے اسکو مار ڈالا ہے

سراج - ہان مہدی قائم کے پاس جو قرآن ہے اس مین دکھلاؤ۔

وقار - مکرم بندہ جو قرآن کہ صاحب الامر قائم آل محمدؐ امام آخر الزمان علیہ السلام کے پاس ہے ۔ وہ امیر المومنین علیہ السلام نے موافق تنزیل جمع کرکے حضرت ابوبکر و عمر کیخدمت مین پیش کیا تھا انھون نے کہا کہ لیجاؤ ۔ اسکی ضرورت نہین ۔ قرآن لوگون کو خود یاد ہے ۔

جب یمامہ کی لڑائی مین حافظ قرآن لوگ قتل ہو گئے تو لوگون کے اصرار سے قرآن جمع کرنے کا زور دشمن پاس ہوا۔ زید بن ثابت کو قرآن جمع کرنے کے لیے تکلیف دی گئی۔ زید نے لوگون سے پوچھ پوچھ کے لکھا لکھوایا۔ وہی شائع کیا گیا۔ اسکی نقل ام المسلمین حفصہ کے پاس بھی تھی جب عثمان کا دور خلافت آیا تو انھون نے نیا قرآن مرتب کرایا۔ اور ابوبکر و عمر کے مرتب کرائے ہوئے قرآن کا نسخہ تمام بلاد اسلام سے منگو منگوا کے آگ لگا کے پھونک دیا سہ

جو آئیوالے بن بیٹھیں کتاب اللہ کے جامع رسول اللہ کے گھر جمع قرآن ہو کے رہجائے

رسول اکرم کی حدیث مسلمہ فریقین ہے (انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی ماان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض) مین تم لوگون مین دو چیزین گران قدر اور بزرگ چھوڑتا ہون۔ قرآن اور اپنی عترت اہلبیت اگر میرے بعد کتاب خدا اور میرے اہلبیت کی پیروی کروگے تو گمراہ ہوگے اور یہ دونون آپس سے جدا ہونگے یہان تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچینگے۔ بعد رسول خدا کے ان دونون مین سے ایک ثقل کا گھر جلانے کو حضرت عمر لکڑی اور آگ لے گئے (کتاب الامامۃ والسیاسۃ جزو اول طبع مصر) اور دوسرے ثقل کو عثمان صاحب نے جلایا۔ دونون خلیفہ نے ملکے اہلبیت رسول اور کتاب خدا کی اسطرح پیروی اور عزت فرماکے حدیث ثقلین کی تعمیل کی۔

باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سُنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود انی تارک فیکم الثقلین ماان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ و عترتی واھلبیتی پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام شرعی ما را پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حوالہ این دو چیز عظیم القدر فرمودہ است۔ پس مذہبے کہ مخالف این دو باشد۔ در امور شرعیہ عقیدتاً و عملاً باطل و نا معتبر است و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین باشد (تحفہ اثنا عشریہ) اب فرمائیے کہ حسبنا کتاب اللہ کہنے والے بزرگ عترت و اہلبیت رسول کی

سہ میرزا نوازش حسین طراز مرحوم زید پوری

پیروی سے اختلاف اور انکار فرما کے حسب اقرار شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی گمراہ اور خارج از دین ثابت ہوئے یا کوئی شک ہے۔

رسول خدا نے قرآن کا مطلب سمجھانے کیلیے اُمت کو اپنی عترت و اہلبیت کے سپرد فرمایا تھا۔ لہذا جنھون نے احکام قرآن اہلبیت رسول سے حاصل کئے وہی بر سر صواب اور ناجی ہین۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث کے والد ماجد صاف الفاظ مین ارشاد فرماتے ہین کہ فنون شرع مین سے علی مرتضی کے مسائل پر اعتبار اور بھروسا نہین کیا جاتا (در ہیچ فنے از فنون شرع اعتماد کلی بر آثار مرتضے بظہور نیامد (قرۃ العینین)

الحاصل محمد بن سیرین کہتے ہین کہ اگر ہمین امیر المومنین کا جمع کیا ہوا قرآن مل گیا ہوتا تو اس سے بہت سے علوم اور فائدے حاصل ہوتے قال محمد بن سیرین لو اصبت ذلک الکتاب کان فیہ العلم (صواعق محرقہ طبع مصر ۷۵)

محمد بن سیرین سے پوچھیے کہ جو قرآن اسوقت موجود ہے اسکے مقابلہ مین امیر المومنین کے جمع کئے ہوئے قرآن کو کیا خصوصیت ہے کہ اُسکے ملنے سے علم اور فائدہ زیادہ ہوتا۔ بہر حال آنحضرت نے جو فرمایا تھا کہ قرآن اور ہمارے اہلبیت مین کبھی جدائی نہوگی لہذا وہ قرآن (امیر المومنین کا جمع کیا ہوا) قائم آل پیمبر امام منتظر کے پاس ابتک موجود ہے۔ خدا کرے جلد اُنکا ظہور ہو عدل و انصاف سے دنیا معمور ہو۔ خارجی حضرات نے دعوائے اسلام کے ساتھ رسول انام پر کیسے کیسے اتہام لگائے۔ عائشہ کا دیوانہ عاشق بنایا۔ رسول خدا کو ناچ گانا دکھایا سنایا۔ عائشہ کو دیکھکے ایسے بیتاب ہوجاتے تھے کہ روزہ رکھے ہوئے عائشہ کا بوسہ لیا کرتے اور زبان چوسا کرتے تھے ایک ہی برتن سے پانی لے لے کے بی بی میان غسل فرمایا کرتے تھے حتی کہ نماز پڑھنے کی حالت مین بھی عائشہ سے مذاق اور چھلین کیا کرتے تھے جب سجدے مین جاتے تھے تو عائشہ کے (تلوے) پانون مین اُنگلی سے گدگداتے تھے

(چنانچہ بخاری و مسلم از عائشہ آوردہ ......... کہ خواب می کردم در پیش رسول خدا دو پاے من در جانب قبلہ آن حضرت بودے چون خواستے کہ سجدہ کرنے غمز کردے مرا در رد ایستے از جا ری

عنبر کردے پا مرا ۔ یعنی زیر کردے وخلانید سرانگشت را در پائے من ۔ پس قبض میکردم ........ باز چون می ایستاد ۔ دراز می کردم پا ہارا (شرح سفر السعادۃ طبع کلکتہ ص۱۲۶) یہ رسولخدا کی نماز کی گت بنائی گئی ہے۔

اگر کبھی گھر کا دروازہ اندر سے بند کئے ہوئے نماز مین مشغول ہوتے اور عائشہ باہر سے آکے کنڈی کھٹکھٹا تین آواز دیتین تو نماز ختم ہونے کا انتظار نہ فرماتے پہلے جاکے کواڑ کھول آتے اُسکے بعد باقی نماز تمام کرتے تھے (ایضاً ص۱۲۵) ۔ حتی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان حضرات نے شرابی بھی بنا دیا ۔ ان احمد روی فی مسندہ من حدیث ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اتی بفضیخ فی مسجد الفضیخ فشربہ فلذلک سمی مسجد الفضیخ ۔ وروا ابو العلی ولفظہ اتی بجر فضیخ ینش وھو فی مسجد الفضیخ فشربہ فلذلک سمی مسجد الفضیخ (وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ جلد ثانی طبع مصر ص۳۳) امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند مین عبداللہ بن عمر صاحب کی حدیث لکھی ہے کہ مسجد فضیخ مین رسول خدا کے واسطے شراب فضیخ لائی گئی آپنے (معاذ اللہ) نوش کی اسلیے اُس مسجد کا نام مسجد فضیخ مشہور ہو گیا ۔ اور ابو یعلی نے بھی اسکی روایت کی ہے کہ ایک مسجد مین آنحضرت کے پاس ایک مٹکی مین شراب فضیخ لائی گئی جو مٹکی مین اُبل رہی تھی آپنے (معاذ اللہ) وہ شراب پی اِس جہت سے لوگ اُس مسجد کو مسجد فضیخ کہنے لگے (امام احمد در مسند خویش از حدیث ابن عمر آوردہ کہ ہم درین موضع پیش آن سرور صلی اللہ علیہ و (آلہ) وسلم کوزۂ از فضیخ آوردند و آن را بخوردا از این جہت او را مسجد فضیخ گویند (جذب القلوب محدث دہلوی طبع قدوسی ص۲۰۲)

ایک مرتبہ عبداللہ بن بسر کے مکان پر آنحضرت تشریف لیگئے وہان خشیش (وہ کھانا جو کہ گیہوں پیس کے گوشت ملا کے پکایا جاتا ہے) نوش فرمایا ۔ اسکے بعد آپکے پاس شراب فضیخ[۱]

---

[۱] الفضیخ عصیر العنب وشراب تتخذ من بسر مفضوخ (قاموس باب الخا فصل الفا طبع لکھنو) فضیخ انگوری شراب کو کہتے ہین اور اُس شراب کو بھی کہتے ہین ۔ جو آدھ کچی گدر کھجور اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰ پر)

لائی گئی پہلے آپنے نوش فرمائی پھر اپنے دہنی طرف والون کو پلائی جب شراب کا برتن خالی پایا تو عبداللہ پھر اسکو بھر لایا اور حضرت کے سامنے رکھدیا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی جو لوگ باقی رہ گئے ہین اب اُن کو پلاؤ (کنز العمال جلد ہشتم طبع حیدر آباد دکن ص۶۲) اس سے زیادہ رسول خدا پر اور کیا ظلم ہوگا۔

جب خود رسول اکرم کی شان مین معاذاللہ اسطرح کے بہتان و افترا جوڑے اور اتہامات لگائے گئے تو (سیرۃ النبی مین) امیر المومنین کو اگر شمس العلما شبلی صاحب شرابی تحریر فرماتے ہین پھر اسکا تعجب کیا ہے۔ مکمل جواب سہیل مین جلد ۳ مین دیکھو

الحاصل اگر امیر المومنین کا موافق تنزیل جمع کیا ہوا قرآن اسوقت موجود بھی ہوتا تو آپ حضرات کب اسکو مانتے جس حالت مین کہ حضرت ابوبکر و عمر صاحب نے اُسے ناقابل اشاعت سمجھ کے رد کیا اور واپس کردیا۔

**سراج** ادیہ اگر تم جھوٹ بولتے ہو تو فلعنۃ اللہ علی الکاذبین

**وقار** ۔ اگر آل رسول کی شان مین کوئی صاحب ایسے کلمات فرمائین اور بمفاد حدیث نبوی مندرجہ صواعق محرقہ کھلم کھلا کافر ہوجائین تو فلعنۃ اللہ علی الکافرین من یومنا ھذا الی یوم الدین۔

**سراج**۔ اے آل رسول۔

**وقار**۔ جی انٹرمیڈیٹ صاحب دشمن رسول مقبول کیا ارشاد ہے؟

**سراج**۔ ہم کو اب خود حیرت ہے کہ تم کو آل رسول عربی کہین، یا ایک ایرانی النسل عجمی

**وقار**۔ ہم کو بھی حیرت بالائے حیرت ہے کہ آل رسول کے دشمنون کو، اُن زنازادونکی

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹) سوکھی ہوئی کھجورون سے ملاکے بنائی جاتی ہے۔

اور یہی تعریف نہایہ ابن اثیر طبع مصر جلد ثالث ص۲۲۹ پر (فضیخ کے متعلق) علامہ مجدالدین جزری نے اور دُرِّ منثور مین علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی لکھی ہے۔

اولاد کہیں جن کے کئی کئی باپ تھے۔

(تری کل باغ منہم حیث ینتمی لعدة اباء لکثرة ادغال)

اور آل رسول کے دشمنوں کو ایسے گندہ نسب والوں کی آل کہیں یا ایک ابلیس النسل شیخ نجدی۔

**سراج**۔ اے جاہل مقبول احمد۔

**وقار**۔ جی جناب ذاہل با قل ملا فاضل مولوی سراج الحق صاحب بالقابہ انٹرمیڈیٹ یہ لب و لہجہ کی پاکیزگی یہ خوشگوئی یہ شیریں کلامی یہ لفظوں کی نرمی حضور اقدس نے کس عذب اللسان فصیح البیان سے اخذ فرمائی ہے۔ غالباً اپنے بزرگان سباب اور انفط و اغلظ سے پائی ہوگی۔

**سراج**۔ یہ ترجمہ تجھکو ہمارے پیغمبر نے کہاں بتایا۔

**وقار**۔ جناب عالی۔ آپکے پیغمبر تو مسجد میں بیٹھ کے شراب نوش فرماتے تھے جب کہیں دعوت کھانے جاتے اور کھانے کے بعد شراب آتی تو خود بھی پیتے اور سیقی الذی من یمینہ ساقی بن کے اپنے داہنے ہاتھ بیٹھنے والوں کو بھی پلاتے تھے (وفا الوفا جذب القلوب و کنز العمال) نماز پڑھتے تھے تو سجدے میں جاکے عائشہ کا تلوا انگلی سے کھجلاتے اور گدگداتے تھے (شرح السعادۃ) روزہ رکھے ہوئے عائشہ کا منہ چومتے اور زبان چوستے چوسلتے اور عائشہ کو کندھے پر چڑھاکے مسجد کی دیوار سے اونچا کرکے حبشیوں کا ناچ دکھاتے تھے۔

عورتوں کا گانا، ڈھولک بجانا، بجانا بیٹھکے خود سنتے اور ابوبکر صاحب اور دوسروں کو بھی سنواتے تھے (ازالۃ الخفا) نماز پڑھتے پڑھتے بھول جاتے تھے (شرح سفر السعادۃ)

آپکے پیغمبر کو اپنے امور عیش و عشرت میں اتنی فرصت کہاں تھی کہ قرآن کا ترجمہ کسیکو بیٹھکے پڑھاتے اور سمجھاتے۔

یہ ترجمہ ہم کو ہمارے پیغمبر معصوم نے بتایا جنہوں نے شراب کے لیے انگور کا درخت بونے والے شراب کے لیے انگور نچوڑنے والے، شراب پینے کے لیے برتن بنانے والے۔ شراب بیچنے والے، شراب بنانے والے۔ شراب پینے والے، شراب پلانے والے، شراب کھینچنے میں مدد دینے والے

غرض اسطرح کے ہر شخص پر لعنت کی ہے۔ ہمارے پیغمبر معصوم بجز وحی خدا کے اپنی خواہش سے کبھی بولتے بھی نہ تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عن انس انہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم فی الخمر عشرۃ عاصرها[1] معتصرها[2] شاربها[3] حاملها[4] والمحمول الیہ[5] وساقیها[6] وبایعها[7] واکل ثمنها[8] والمشتری لها[9] والمشتری لہ[10] (قرۃ العیون جلد اول حصہ دوم طبع مطبع علوی لکھنو)

سراج۔ عرب کے کس محاورہ اور لغت مین آیا ہے۔

وقار۔ جناب بندہ۔ خداوند عالم نے عرب ہی کے لغات اور محاورات مین قرآن نازل فرمایا (سمجھین آپ کے دشمن) کیا جناب عالی "الے اجل مسمے" کے الفاظ کو محاورۂ عرب کے خلاف سمجھتے ہین۔

سراج۔ قرآن مین کس جگہ متعہ کا ذکر آیا ہے۔

وقار۔ فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ		وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

اگر آپ نہین جانتے تو افسوس کی بات ہے۔ اور اگر جان بوجھ کے انجان بنتے ہین تو بڑے افسوس کی بات ہے۔ کیونکہ آیات آلہی چھپانے والون کے لیے خدا فرماتا ہے

ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون اگرچہ آپنے قرآن مین آیہ متعہ دیکھا اور پڑھا ہوگا۔ لیکن اسوقت خیال نہو تو سورۂ نسا جزو پنجم دیکھ لیجئے۔

سراج۔ یا تجھکو آل رسول نے یہ ترجمہ اور تفسیر تبلائی۔

وقار۔ اب بعد خرابی بصرہ و دمشق آپ کی سمجھ مین یہ بات آئی۔ واقعی ہم کو آل رسول نے یہ تفسیر بتائی اور اُن کو خود رسول نے سکھائی تھی۔ آنحضرت نے فرمادیا کہ علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

لیکن آپ کو تو ابوہریرہ اور ابوسفیان اور ابومرۃ شیخ نجدی نے تفسیر سکھائی ہوگی۔

شیخ سراج ۔ اُستاد اور شاگردون پر اللہ کی سنوار ۔

سید وقار ۔ اور آل رسول کے دشمنون پر ابو مرۃ شیخ نجدی ابلیس کی سنوار ۔ اور آل رسول کے دشمنون پر اللہ کی مار تمام انس و جن کی لعنت اور دو تکار ۔ رسول خدا اور جملہ انبیا اور کل فرشتون کی پھٹکار۔

شیخ سراج ۔ اسی عربیت اور اسی قرآن دانی پر تم کو دعوائے ہمہ دانی زیب دیتا ہے ۔

سید وقار ۔ بھلا حسبنا کتاب اللہ کہنے والے بزرگ کے برابر کسی کو بھی قرآن دانی کا دعویٰ زیب دے سکتا ہے کیونکہ جناب موصوف ایک ایک عورت سے مجوج ہوکے فرمایا کرتے تھے کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال (تحفہ اثنا عشریہ محدث دہلوی)

ایک شخص دعا کر رہا تھا کہ یا اللہ مجھے قلیل مین شمار کر۔ آپ نے فرمایا کہ بندۂ خدا بھلا یہ کون سی دعا ہے۔ اُسنے کہا کہ (آپ کو قرآن یاد نہین) خدا فرماتا ہے قلیل من عبادی الشکور تو مین یہ دعا کرتا ہون کہ خدا مجھکو انھین قلیل (شکر گزار بندون) مین محسوب کرے۔ آپنے فرمایا کل الناس اعلم من عمر کل احد افقہ من عمر (ازالۃ الخفا طبع بریلی)

ایک مرتبہ کسی نوجوان لڑکے کی زبانی النبی اولی المومنین من انفسھم وازواجہ امہاتھم وھو اب لھم سُنکے فرمایا کہ اے لڑکے اس کو (قرآن سے) چھیل ڈال۔ اُسنے کہا کہ یہ اُبی کا مصحف ہے۔ آپنے اُن سے جاکے پوچھا۔ انھون نے کہا کہ ہم قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور تم بازارون مین پھرا کرتے تھے۔ (درمنثور جلد پنجم طبع مصر ۱۸۳)

ایک مرتبہ حسب عادت مدینے کی گلیون مین چکر لگا رہے تھے کسی گھر سے گانے کی آواز سُنی دیوار پھاند کے اندر گھس گئے۔ ایک شخص کے پاس عورت بیٹھی ہوئی اور شراب دیکھی۔ فرمایا اے دشمن خدا تو جانتا تھا کہ تیرا گناہ چھپ جائیگا۔ اُسنے کہا کہ ٹھہر جایئے اگر مین نے خدا کا ایک گناہ کیا تو آپ تین گناہون کے مرتکب ہوئے۔ خدا فرماتا ہے کہ کسیکے گناہ کی جستجو (تلاش) نہ کرو۔ آپنے تجسس کیا۔ خدا فرماتا ہے کسی کے گھر مین جانا ہو تو دروازہ سے جاؤ۔ آپ دیوار پھاند کے آئے اور بے اجازت آئے۔ خدا فرماتا ہے جب کسی کے گھر مین جاؤ تو پہلے مالک مکان کو سلام کرو

(آپنے سلام بھی نہین کیا) عمر صاحب نے کہاکہ اچھا اگر ہم معاف کر دین تو (ہمارے واسطے) تمہارے پاس کچھ نیکی ہے اُسنے کہاکہ جی ہان کیون نہین۔ آپ چپ چاپ چلے آئے حسبنا کتاب اللہ کا دعویٰ بالائے طاق رہ گیا) ازالۃ الخفا طبع بریلی حصہ اول صفحہ ۲۴۰)

ایک مرتبہ کسی کو موضع بولان کی بنی ہوئی چادر اوڑھنے سے منع کیا۔ اُسنے کہاکہ ایسی چادر اوڑھے ہوئے رسول خدا کو آپنے نہین دیکھا۔ عمر صاحب نے کہاکہ ہان دیکھا تو تھا۔ اُسنے کہاکہ خدا کا قول آپ کو نہین معلوم لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (آپنے یہ سبق یاد کر لیا)

جب حج کو تشریف لیگئے تو حجر اسود سے خطاب فرمایا کہ "مین جانتا ہون تو پتھر ہے نہ کچھ نفع پہونچا سکتا ہے نہ ضرر۔ لیکن رسول خدا کو تقبیل کرتے ہوے دیکھا تھا اسلیے مین بھی چومتا ہون (یہ کہکے وہی سبق دہرا دیا)۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

ازالۃ الخفا طبع بریلی و مسند ابن حنبل جلد اوّل طبع ممبئی مطبع حیدریہ صفحہ ۵۴)

**سراج** ۔ اے لائق آل رسول

**وقار** ۔ جی جناب شیخ صاحب معقول۔ مداح ابو سفیان جہول۔ دشمن رسول مقبول۔

**سراج** ۔ دیکھو تمھارے جھوٹ مین کتنی علامتین جھوٹ کی موجود ہین

**وقار** ۔ اور جنھون نے آل رسول اور ائمہ اہلبیت سے گستاخیان کین کلمات کفریہ کہے اُن دشمنون مین تمام علامتین کفر اور ارتداد کی موجود ہین۔ کیونکہ رسول خدا فرماتے ہین۔

من سب اھلبیتی فانما یرتد عن اللہ والاسلام ومن آذانی فی عترتی فعلیہ لعنۃ اللہ ومن آذانی فی عترتی فقد اذی اللہ ان اللہ حرم الجنۃ علی من ظلم اھلبیتی وقاتلھم واعان علیھم وسبھم (صواعق محرقہ طبع مصر صفحہ ۱۴۲)

جسنے ہمارے اہلبیت پر سب و شتم کیا وہ یقینا خدا سے اور دین اسلام سے مرتد ہو گیا اور جسنے ہماری عترت کے بارے مین ہم کو تکلیف پہونچائی اُس پر خدا کی لعنت ہے اور جسنے ہماری عترت کے باب مین ہمکو اذیت دی ضرور اُسنے خدا کو ایذا دی۔ اور جسنے ہمارے اہلبیت پر ظلم کیا اور اُن سے

جدال وقتال کیا یا اُن سے قتال کرنے والون اور لڑنے والون کی مدد کی تو یقیناً اوس پر خدا نے
جنت حرام کردی۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ معاویہ کا امیرالمومنین پر سب وشتم اور اُن سے قتل وقتال
کرنا اس قدر واضح اور ثابت ہے جسے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی یقینی الصدور تحریر فرماتے ہین
(فتاوائے عزیزی) بلکہ حسب قرار حکیم سنائی معاویہ ہی نے قطامہ ملعونہ کے عاشق مرادی مردود سے
اُن کو قتل بھی کرادیا اور امیرالمومنین کے قتل کو اپنی قرابت دار عورت کا مہر قرار دیا ؎

گر تو در کار خویش شیر دلی      ہست کابین حرہ خون علی

(حدیقۃ الحقائق۔ مناقب مرتضوی طبع بمبئی) سچ کہا ہے ؎

محبت شہ مردان مجو زبے پدرے      کہ دست غیر گرفتہ است پائے مادر او

اور معاویہ مین جھوٹ کی علامتون کا تذکرہ کس کے بس کی بات ہے جبکہ اُسکے خود جھوٹ سے
کتابین بھری پڑی ہین ان اکاذیبہ قد امتلات بہا الاسفار (نصایح کافیہ طبع بمبئی)

**سراج** ملا۔ ۹۔ آیتون سے برابر نکاح کا بیان اور اُسکے احکام تفصیلی درج کئے گئے ہین
جس سے قرآن کا محکم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پھر متعہ کا مفصل بیان کس آیت مین ہے۔

**وقار**۔ ابھی ابھی ہم نے تفسیر طبری اور بیضاوی کی عبارات درمتعہ کی آیت لکھی ہے
جس سے متعہ کا مفصل بیان آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا اور تفسیر طبری کی عبارت مین الی
اجل مسمّی کے الفاظ بھی موجود ہین۔

**سراج**۔ ملا قرآن مین تم کوئی مثال ایسی پیش کرسکوگے کہ جس مین ایک نیا حکم نیا قانون
علٰحدہ لفظ "فما" سے اسطرح شروع کیا گیا ہو کہ اُسکا تعلق اور ربط احکام ماقبل سے کچھ نہو۔

**وقار**۔ الفاظ کے علاوہ اور کسی امر کی ہمکو احتیاج نہین۔ لہذا "فما" کے علاوہ دوسرا
لفظ بھی ہوتا تو کافی تھا اور جب کہ قرآن سے ایک حکم ثابت ہوگیا تو نہ ہمکو تمثیل کی ضرورت
نہ تاسی اور نہ قیاس کی حاجت متعہ کا حکم قرآن مین موجود ہے۔ قرآن شائع ہوجانے سے
پہلے اگر اسکے حرام کرنے کی سوجھی ہوتی تو یہ آیہ قرآن مین رہنے ہی کیون پاتا۔ بہرحال مومنین کو تسکین

قیامت تک مباح و جائز و حلال ہونے کی جہت سے متعہ کیا کرینگے اور منافقین ہمیشہ مرتکب زنا ہوا کرینگے۔ اگر حد زنا سے محفوظ رہنا چاہین گے تو وہ اپنی محرمات ابدی مان بہن بیٹی سے حسب فتوائے امام ابوحنیفہؒ باقاعدہ نکاح کر لینگے۔

**سراج** ۳۔ الفاظ "جن سے" تم نے کس لفظ قرآن کا ترجمہ کیا ہے۔ "منھن" کا ترجمہ اُن سے ہے۔

**وقار**۔ جناب عالی یہ بامحاورہ ترجمہ ہے۔ کوئی باسواد اور صحیح الحواس آدمی اسکو غلط نہین کہہ سکتا۔

**سراج**۔ بتاؤ ممتوعہ زوجہ کہلاتی ہے۔

**وقار**۔ حدثنی محمد بن عمرو قال ثنا ابو عاصم عن... فلان ...فما استمتعتم به منهن قال نکاح المتعۃ (تفسیر طبری جلد پنجم طبع مصر ص۹) جب کہ متعہ نکاح کا مرادف ہے اور قائم مقام ہے تو جس وقت تک متمتع بہا متعہ مین ہے۔ زوجہ ہے جب مدت متعہ ختم ہو گئی تو اب نہ وہ زوجہ ہے نہ متمتع بہا۔ اسی طرح منکوحہ جبتک عقد مین ہے۔ زوجہ ہے۔ اگر مرد نے طلاق دیدی تو عورت زوجیت سے خارج ہو جائے گی۔ یا شوہر کے انتقال کرنے پر عورت دوسرا نکاح کرلے تو متوفے کی زوجہ نہ کہلائیگی۔ چنانچہ ام المومنین جناب خدیجۃ کبرےٰ اور ام المومنین جناب ام سلمہ زوجۂ رسول کہی جاتی ہین شوہر سابق کی زوجہ نہین کہلاتین۔

**سراج**۔ بتاؤ ممتوعہ تمھاری میراث پاتی ہے۔

**وقار**۔ لیس بینهما میراث لیس یرث واحد منهما صاحبه (تفسیر طبری جلد خامس طبع مصر) جب کچھ ہی دنون کے لیے متعہ ہوا اور مدت معینہ ختم ہونے پر وہ علیحدہ ہو گئی تو میراث کیون پاتی۔ ویروی هذا عن عباس وعمران بن الحصین قال عمارہ سألت ابن عباس عن المتعه - اسفاح هي ام نكاح قال لا سفاح ولا نكاح قلت فما هي قال هي متعة كما يقال - قال قلت هل لها عدة - قال نعم عدتها

حیضۃ - قلت ھل یتوارثان - قال لا - وفی روایۃ اخریٰ عنہ ان الناس لما ذکروا الاستبعاد فی المتعۃ - قال قاتلھم اللہ (تفسیر غرائب القرآن حاشیہ تفسیر طبری طبع مصر جلد پنجم)

**عمارہ** - متعہ بدکاری ہے یا نکاح

**ابن عباس** نہ بدکاری ہے نہ نکاح۔

**عمارہ** - پھر اسے کیا ہے۔

**ابن عباس** متعہ ہے

**عمارہ** - اسکا عدہ بھی کچھ ہے۔

**ابن عباس** ہان ہے کیون نہین۔ ایک طہر کا عدہ ہے۔

**عمارہ** - اس مین وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔

**ابن عباس** نہین (بالکل نہین)

اور دوسری روایت مین ہے کہ متعہ کے متعلق لوگون نے استبعاد (دوری چاہنے) کا تذکرہ کیا تو ابن عباس نے کہا کہ خدا اُن سب پر لعنت کرے۔

اب جناب عالی کی خدمت مین گزارش ہے کہ " زن کتابیہ سے آپ کے مذہب مین نکاح جائز ہے لیکن وہ آپکی میراث نہین پاتی۔ حضور اقدس کے نزدیک تو میراث جاری ہوگی ورنہ نکاح باطل ہو جائیگا۔ جس طرح متعہ۔ میراث جاری نہونے سے آپکے گمان فاسد مین صحیح و درست نہین ہوتا۔

**سراج** - بتاؤ ممتوعہ کے تم وارث ہوتے ہو۔

**وقار** - متمتع بہا کے وارث ہم تو نہین ہوتے لیکن آپ منکوحہ زن کتابیہ کے وارث ہوتے ہین تو فرما دیجئے۔ سوال نمبر ۳ کے جواب مین تفسیر طبری اور غرائب القرآن کی عبارت ابھی ہم لکھ چکے کہ متعہ مین میراث نہین ہے۔

**سراج** - بتاؤ متعہ مین احصان ہوتا ہے۔

**وقار** - جب نکاح کا مرادف ہے اور عقد کیا جاتا ہے تو احصان کیون نہ ثابت ہوگا ضرور ہوگا

سراج۔ بتاؤ مسافحین اور متخذین اخدان کا اطلاق اُس پر ہوتا ہے یا نہین۔
وقار: حضور اقدس۔ ہرگز نہین ہوتا۔ کیونکہ نکاح دائمی مین بھی یہ احتمال ہے۔ حال آنکہ درصل نہین ہے۔
سراج۔ بتاؤ متعہ مین گواہ اور وکیل اور شہرت اور اعلان شرط ہے یا نہین۔
وقار۔ چونکہ قرآن مین اسکے اعتبار کی تصریح اور وضاحت نہین ہے لہذا ہم کو گواہ، وکیل، شہرت، اعلان کسی بات کی ضرورت اور حاجت نہین۔
سراج۔ بتاؤ کہ ہندوستان بھر مین یا ایران بھر مین یا کاظمین و کربلا و نجف و سامرہ مین۔ کہین ایسا رجسٹر ایسی کتاب موجود ہے جس مین متعہ کرنے والے مرد اور متعہ کرنے والی عورت اور اس متعہ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے یا ہو۔ اُسکے نسب کا حال لکھا جاتا ہے خواہ گورنمنٹ برٹش خواہ گورنمنٹ ایران خواہ گورنمنٹ ٹرکی خواہ گورنمنٹ رام پور کی طرف سے یا قوم یا قوم کے قبلہ و کعبہ کیطرف سے۔
وقار۔ ناظرین باسواد بغور ملاحظہ فرمائین کہ قرآن مین خدا نے متعہ کا حکم دیا اصحاب رسول نے عمل کیا۔ حضرت ابوبکر کے نواسے ابن زبیر متعہ سے پیدا ہوئے۔ کوئی آیہ۔ آیہ متعہ کا منسوخ کرنیوالا بعد کو نہین آیا۔ رسول خدا نے اپنی زندگی بھر منع نہین فرمایا اکابر علما اہلسنت نے بھی متعہ جائز ہونے کا فتوے دیا بلکہ عمر کی مناہی سے اسکی حلت کا ثبوت پیش کیا۔ مگر ہمارے ملا فاضل سراج صاحب کی رائے مین متعہ کا رجسٹر نہ ہونا حرمت متعہ کی قوی دلیل معلوم ہوتی ہے۔ آپ حضرات جناب موصوف سے یہ امر دریافت کرسکتے ہین کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مقلدین مین سے جن لوگون نے حد زنا سے بال بال بچنے کے لیے اپنی محرمات ابدی ماں، بہن، خالہ، پھوپھی، بیٹی، بھتیجی، پوتی، نواسی مین سے کسی کے ساتھ نکاح کئے ہین اور نکاحون سے جو اولاد اگلے زمانے مین پیدا ہو چکی یا ایسے نکاحون سے اس زمانے مین جو اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح کے نسب کا حال لکھا جانیوالا رجسٹر بغداد۔ بصرہ و مصر قسطنطنیہ، حیدرآباد، بھوپال کسی مقام مین موجود ہے۔ حیدرآباد کے اضلاع مین سے کسی جگہ جناب موصوف کے چچا (مولوی حفیظ الحق صاحب) نے مدتون وکالت کی ہے اسی جہت سے جناب موصوف نے

فہمت الذی کفر جیسی (کفریات سے بھری ہوئی) کتاب کو عہد معدلت مہد حضور نظام مین لکھے جانیکا اعلان فرما کے حضور کے نام نامی سے گویا ممنون کیا ہے۔ المختصر اگر ان کے اسباب مین جناب موصوف کو ایسے رجسٹر کی نقل مل گئی ہو تو وہ ہمکو بھی ضرور اُسکی زیارت کرائیں۔ اسکے بعد ہم بھی متعہ کرنیوالونکا رجسٹر۔ اپنے سرکار سے کہکے رامپور مین نبوا دینگے۔ اسلیے کہ امام ابوحنیفہ کے اس خاص فتوے پر عمل فرمانے والون کا رجسٹر اور ایسی کتاب کا نقشہ دیکھ لینے سے متعہ کا رجسٹر نبوانے مین ذرا ہمکو آسانی ہوجائے گی۔

سراج۔ ۱۱۔ بتاؤ گورنمنٹ کیطرف سے ایسی کتاب یا ایسا رجسٹر رکھنے کا حکم کسی قانون مین ہے اور اس قانون کا نام کیا ہے۔

وقار۔ جناب مُلا فاضل انٹرمیڈیٹ صاحب اکثر مقامات پر نکاح کا رجسٹر بھی نہین ہے تو کیا اُن مقامون کا نکاح باطل و ناجائز ہوجاتا ہے اور ایسے نکاحون کی اولاد حرامی ہوتی ہے۔ بہرحال رجسٹر نہونے سے متعہ ہرگز باطل نہین ہوسکتا۔ آپ کی جماعت کا بے رجسٹر والا نکاح چاہے صحیح ہو یا باطل

سراج۔ ۱۲۔ بتاؤ متعہ کے وقت عورت سے مرد کو اپنا نام بتاتا اپنے باپ دادا کا نام بتانا فرض ہے۔ فرض ہے تو کس کتاب معتبر فقہ امامیہ مین۔ یا کتب اربعہ معتبرۂ حدیث مین سے کس کتاب مین درج ہے۔

وقار۔ ہان ایسے تعیین کی ضرورت ہے جس سے ابہام جاتا ہے اور یہ معلوم ہوسکے کہ مین نے کس عورت سے متعہ کیا۔ اسی طرح برعکس۔

سراج۔ ۱۳۔ کربلائے معلی اور نجف اشرف اور کاظمین اور سامرہ مین جب ایسے زائر کی اولاد جائے جس سے وہان جاکر۔ بلا حرج رجسٹر کرائے ہوئے بغیر اپنا اور اپنے باپ دادا قوم وقبیلہ ملک و شہر کا نام بتلائے ہوئے وہان کی مختلف عورتون سے بلکہ روزانہ بلکہ دن رات مین بوقت شہوت متعدد مرتبہ متعہ کیا ہو اور اُن سے اولاد پیدا ہوئی ہو اگر وہ باہم متعہ کرین تو جائز ہے یا نہین۔ حلال ہے یا نہین ہے تو کیون اور کہان سے۔ نہین ہے تو کیون اور کہان سے۔

وقار۔ ۱۳۱ طلعا کی اولاد آپس مین بھائی بہن ہونے سے اُن مین متعہ ہرگز نہین ہوسکتا۔ مگر جناب بندہ جو اشکال آپ متعہ پر وارد کرتے ہین وہی ایسی صورت کے نکاح مین بھی ہے اور اسکے لیے وہی احکام خدا کافی ہین جو آیۂ حرمت علیکم (الے آخر الآیہ) مین ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی اور جن عورتون نے تمکو دودھ پلایا ہو (وہ بھی تمھاری مائین ہین) اور جن عورتون نے تمھارے ساتھ شریک ہوکے دودھ پیا ہے (وہ تمھاری رضاعی بہنین ہین) اسیطرح زوجہ کی ماں اور زوجہ کی دوسرے شوہر کے نطفے سے لڑکی۔ غرض ان عورتون کے متعلق نکاح مین جو حکم خدا ہے وہی حکم خدا متعہ کے لیئے بھی ہے اور اسی حکم مین آپ کا "کیون اور کہان سے" سب کچھ موجود ہے۔

لیکن آپکے اِس فقرہ پر (دن رات مین بوقت شہوت متعدد مرتبہ متعہ کیا ہو) ہمکو معاویہ کی بات یاد آگئی۔ عقیل سے معاویہ نے کہا کہ بنی ہاشم تم لوگون مین شبق زیادہ ہوتا ہے۔ اونھون نے کہا کہ ہان بنی ہاشم کے رجال مین اور بنی اُمیہ کی عورتون مین (ثمرات الاوراق حاشیہ محضراتِ راغب جلد اول طبع مصر ص۱۴۰)

سراج ۱۴۸ قرآن مین کہین حکم ہے کہ متوعہ عورت سے اگر جماع نہ کیجائے، تمتع نہ حاصل کیا جائے تو کس قدر مہر دینا چاہیے اور اگر تمتع حاصل کرلیا جائے تو کتنا۔

وقار۔ اُتنا ہی مہر کافی ہوگا جس سے اُنکی رضا متعلق ہے اور جسکا حکم قرآن مین مثل کے ہے۔

سراج ص۱۵۔ بعد نکاح شرعی عورت منکوحہ سے تمتع کرنے نہ کرنے کے بیان کیلیے کوئی لغت فصیح عرب اور زبان قریش اور زبان بنی ہاشم بلکہ زبان علی ابن ابی طالب مین ایسی موجود ہے جس کے لانے پر قرآن کی فصاحت مین کوئی نقص پیدا نہوتا ہو۔

وقار۔ یہ سوال تو خود آپ پر وارد ہوتا ہے کیونکہ منکوحہ عورت کا تذکرہ فرمایا اور تسلیم کیا ہے۔ پھر جیسا نکاح مین تسلیم ہے تو جناب عالی کوئی لغت فصیح زبان قریش اور زبان بنی تیم و بنی عدی و بنی اُمیہ و بنی وزغ بلکہ زبان ابوبکر و عمر و عثمان اور معاویہ بن ابی سفیان اور مروان مین دکھا سکتے ہین جو فصاحت مین خلل انداز نہو۔

**سراج**۔ وہ ممتوعہ لونڈی مین داخل ہے وہ فروخت ہوسکتی ہبہ ہوسکتی ہے منتقل ہوسکتی ہے۔ دوسرون پر مثل لونڈیون کے حلال ہوسکتی ہے۔ حلال کردینے سے۔

**وقار**۔ متمتع بہا اگر آزاد ہے تو اُسے لونڈی سمجھنا اور کہنا سفاہت ہے۔ نہ وہ بک سکتی نہ ہبہ ہوسکتی نہ منتقل ہوسکتی نہ متعہ کرنے والے کو یہ اختیار ہے کہ دوسرے کے لیے حلال قرار دے۔ اور اگر متمتع بہا کسی کی لونڈی ہے تو اُسکے آقا کے مباح اور جائز شرائط کی پابندی کرنا پڑیگی جن شرطون پر وہ راضی ہو اور آقا کو اختیار ہے جس پر چاہے اپنی کنیزون کو حلال کردے۔

**سراج**۔ ۱۸۔ ایک لفظ کے ترجمے مین بجائے "اُن سے" کے "جن سے" کا لانا تحریف قرآن ہے یا نہین۔

**وقار**۔ اصل مین ما موصولہ عام ہے روپیہ سے اور وقت سے اور بہ کی ضمیر اسکی طرف راجع ہے۔ اور ترجمہ مین مفصّل عبارت کا ذکر ہے۔ اسکو ہرگز کوئی صحیح الحواس تحریف نہین کہہ سکتا۔

**سراج**۔ ۱۹۔ اے آل رسول اُستاد اور مقبول احمد شاگرد دونون ملکر بتاؤ کہ لفظ "بہ" کا ترجمہ تمنے کیا کیا۔ کیا بتایا۔

**وقار**۔ لفظ بہ کا ترجمہ مفصلاً مذکور ہوا ہے۔ اگر تصریحاً نہین ہے تو کوئی قباحت نہین اور نہ اسے ترجمہ کی غلطی کہینگے نہ وہ اس بات کی دلیل ہوسکتی کہ لفظ بہ کا مرجع مترجم کو معلوم نہ تھا کیونکہ مترجم قائل سلونی کا خادم تھا کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال کہنے والے بزرگ کا پیرو نہ تھا جن کو فاکھتہ و ابّا کے معنی بھی معلوم نہ تھے *۔ دعی فدك الزهراء ولم یرع حقها

**سراج** ۱۹۔ اے آل رسول بتاؤ کہ بہ کا ترجمہ کہان گیا۔ شاگرد و اُستاد ملکر بتاد۔

**وقار**۔ ہم اسکے متعلق معروض خدمت کرچکے اگر آپ کی سمجھ مین کسی طرح نہین آتا تو یہ لفظی مناقشہ اصل مطلب مین ہرگز کوئی نقصان نہین پہونچا سکتا۔ اور آیہ متعہ کو آپ حضرات کی قوت اب قرآن سے نکال بھی نہین سکتی۔

**سراج** ۲۰۔ اے مقبول احمد اپنے اُستاد کو ملا کر اُن کی مدد سے بتاؤ کہ لفظ بہ

* وزادا باها ثمّ لم یعرف الا ابّا ترجمہ! فاطمہ کا باغ فدک چھین لیا۔ ان کے حق کی (کچھ) رعایت نہ کی اور ان کے باپ کی زیارت پھر بھی ابّا کو نہ پہچانا۔

کا ترجمہ تم نے بالقصد ترک نہین کیا۔

وقار۔ بہت اچھا فرض کرلیجیے کہ قصداً ترک کیا تو اُس سے نفس حکم الٰہی اور اصل مسئلہ متعہ مین جو خرابی واقع ہوئی ہو وہ ارشاد فرمائیے اور اسکے بعد جاکے اپنے اُستاد سے پوچھ آئیے کہ آپ جب قرآن مجید کے مطالب اور معانی مین ایک ایک معمولی شخص بلکہ پردے والیون سے بھی محجوج اور شرمندہ ہوجایا کرتے تھے حتی کہ فاکھۃ وابا کے معنی بھی جناب عالی کو معلوم نہین تھے تو حسبنا کتاب اللہ کس بہتے پر کہنے چلے تھے۔

سراج ۲۱۔ یا کہہ دو کہ تم سے سہواً ترک ہوا یا نالایقی سے ترک ہوا۔

وقار۔ ہم نے بیان کردیا کہ اسکا مرجع مال اور وقت دونون کو شامل ہے مگر آپ بھی تو فرمادیجیے کہ کل الناس افقہ من عمر اور کل احد اعلم من عمر ہمیشہ یہ سہواً زبان سے نکلا کرتا تھا یا محض نالائقی کا واقعی اعتراف اور سچا اقرار تھا۔ اسلیے کہ ابا کے معنی جسے معلوم نہین اس سے زیادہ لیاقت اور کیا ہوگی۔

سراج ۲۲۔ اچھا اگر سہواً اور صرف غلطی سے ترک ہوا ہے تو اب بتاؤ کہ بہ کا ترجمہ کیا کرتے ہو۔ اور اس ضمیر کو کدھر لیجاتے ہو۔

وقار نمبر ۲۱ کے سوال کا جواب جو ہم نے لکھا ہے وہی جواب اس بائیسوین سوال کا بھی ہے اور اس مین ضمیر کے مرجع کی تصریح بھی ہے۔

سراج ۲۳۔ جو چیز حلال ہوتی ہے وہ دونون کے لیے ہوتی ہے۔

وقار۔ جناب عالی آپکے والد ماجد کے لیے آپ کی والدہ کی موجودگی مین زرخرید لونڈی حلال تھی تو آپ کی والدۂ ماجدہ کے لیے اسیطرح آپکے والد کی موجودگی مین زرخرید غلام بھی حلال تھا۔ آپکے والد ماجد کے لیے ایک ساتھ چار منکوحہ عورتون کا اکٹھا کرنا شریعت نے جائز کیا تھا تو آپ کی والدہ ماجدہ کیلیے بھی جائز ہے کہ وہ ایک ہی ساتھ چار آدمیون سے اب تعلق پیدا کرکے معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص اور مروان بن حکم کی ماؤن کی متابعت

اور پیروی کریں۔ میرے خیال میں تو دونوں کے لیے ایک ہی چیز حلال ہونے کا کلیّہ صحیح نہیں ہو سکتا آئندہ جیسی آپ کی رائے ہو۔

مراج۔ ہندوستان بھر میں کون کون صاحب ہیں جو اپنی بہن، ماں، بیٹی، بھتیجی، بھانجی، پوتی، نواسی، سگی، سوتیلی، حقیقی، یا علاتی، یا اخیافی عورتوں سے متعہ کرنے کے مہر اور اجرت پر راضی ہیں اور اجازت دیتے ہیں۔ اپنے اور اپنے باپ دادا کا نام۔ قوم اور قبیلہ، ملک اور ضلع اور قصبہ اور موضع اور محلہ اور مکان کے نمبر سے اطلاع دیں۔ اپنی طرف سے اتنا اور اطمینان دلاتا ہوں کہ میں پڑھا لکھا بھی ہوں، بوڑھا بھی نہیں ہوں، کھاتا پیتا خوش ہوں۔ کثیر آمدنی ہے چھلکے دیے ہوئے مکانات کا مالک بھی ہوں۔ بہت چشیم اور فیاض بھی ہوں۔ مکان بھی بہت بڑا ہے۔ مکان میں بیس کمرے آٹھ پاکخانے ہیں۔ چار غسلخانے ہیں۔ قطعات علیٰحدہ ہیں۔ ہر ایک کو ایک کمرہ جداگانہ دیسکتا ہوں۔ غرضکہ دامادی کے لیے جن جن چیزوں کو لوگ دیکھتے ہیں وہ سب اللہ کے فضل و کرم سے مجھکو حاصل ہیں (نبھت الذی کفر جزو دوم طبع لکھنو ص ۱۳۲ و ۱۳۴)

وقار۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ جناب ملّا فاضل ........ انٹرمیڈیٹ ........ نے اپنی لسّانی اور قوت بیانی اور نشۂ جوانی اور آمدنی کی فراوانی اور عالیشانی اور وسیع المکانی اور مزاج کی جولانی اور جملہ صفات نہانی و مردانی بکمال رجزخوانی و بدزبانی کیسی روانی سے تحریر فرمایا اور زور علم دکھایا ہے

مگر ان اوصاف کے بیان سے (جو موصوف کے معیار میں کسی شخص کو دامادی کیلیے منتخب بنا سکتے ہیں) تصویر کا ایک رُخ ظاہر ہوتا ہے (دوسرا رُخ یہ ہوگا کہ) غالبًا جو نقطۂ نظر اپنے لیے موصوف نے تحریر اور تجویز فرمایا ہے وہی اپنی نسوان (اپنی ماں اپنی خالہ) کے لیے بھی تجویز فرمایا ہوگا جیسا ابھی خود لکھ چکے ہیں کہ "جو چیز حلال ہوتی ہے وہ دونوں کے لیے ہوتی ہے" لیکن معلوم نہیں کس مصلحت سے جناب موصوف نے اپنی ذاتی ہی صفتوں کے بیان پر اکتفا فرمائی۔ حالانکہ دنیائے شرافت کا عام قاعدہ ہے کہ ایسی تجویزوں میں نسب کا تذکرہ پہلے ہوتا ہے پھر بعد کو ذہیوی حلال وہ

و مال و منال و کمال و اقبال کے احوال بیان کئے جاتے ہین۔

چونکہ جناب موصوف نے اپنی تحریرون مین شرفا شیعہ (شمس العلما سید محمد حسین صاحب آزاد اور مولوی حکیم حافظ سید مقبول احمد صاحب دہلوی وغیرہما) کو اپنی والدۂ ماجدہ کے زرخرید غلام اور اپنے والد ماجد کے لونڈی بچون کی طرح تو تکار سے یاد فرمایا ہے اس سے خود ہی عالی خاندانی و وسیع المکانی کا حال حالی ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ تو خیر پھر بھی اوسط درجے کے پڑھے لکھے آدمی تھے لیکن ہمارے اکابر علما و مجتہدین بلکہ ہمارے آئمہ طاہرین حتیٰ کہ ابو الائمہ امیر المومنین کو بھی اگر کوئی کافر جھوٹا کہے تو اُنکی شرافت خاندانی اور جلالت ایمانی کے علاوہ اُس شخص کی طہارت بھی بخوبی واضح اور ثابت ہو جاتی ہے۔ مین نے البتہ اپنی تصنیفات مین جہان جہان علما اہلسنت کا نام لکھا ہے تعظیم سے لکھا ہے۔ یہان تک کہ مصنف منتہی الکلام و ازالۃ الغین کا نام بھی مولوی حیدر[1] علی صاحب لکھا ہے (ملاحظہ ہو تاریخ معاویہ۔ قول صواب اور یہ کتاب اور نیز نصیف غیر مطبوعہ)۔

ممکن ہے کہ میرا انداز تحریر اور علما اہلسنت کی توقیر۔ میرے بڑھاپے اور ضعف کے سبب سے ہو۔ مستزاد بران آمدنی بھی کثیر نہین۔ چچا کے دیے ہوئے مکان کا مالک بھی نہین بعض باپ دادا کا مکان اور اُنھین بزرگون کی معمولی زمینداری اور چند بگہیہ میرے نام کاشتکاری ہے۔ سوکھی روٹی پانی مین بھگو کے کھاتا اور خدا کا شکر بجالاتا ہون۔ اس جگہ سوکھی روٹی کے تذکرے پر یہ عرض کرنا بھی مناسب اور برمحل ہے کہ پروفیسر ضامن صاحب نے اپنے مضمون " واقعہ کربلا اور اسکا اثر " مین لکھا تھا کہ امیر المومنین کو باوجودیکہ روحانی قوت ایسی تھی کہ جس در خیبر کو ۴۰ پہلوان آدمی مل کے بند کرتے اور کھولتے تھے اُسے آپ نے تنہا ایک ہاتھ سے اُکھیڑ کے ڈھال بنا لیا اور دیر تک یہودیون سے لڑتے رہے۔ مگر مسجد اور گھر مین انھین کی یہ حالت ہو جاتی تھی۔ کہ جَو کی

---

[1] ان کی قومیت ہندوستان بھر کے اہل علم خصوصاً ان کے ہموطن اہل فیض آباد اچھی طرح جانتے ہین کہ بہت پست تھی

سوکھی روٹی زانو سے دبا کے ہاتھوں سے توڑتے اور پانی مین بھگو کے نرم ہو جانے پر نوش فرماتے تھے

اب مُلّا فاضل شیخ سراج الحق صاحب اڈیٹر کا جواب ملاحظہ فرمائیے:۔

سراج۔ خدا کے لیے کوئی مجھے سمجھاؤ کہ یہ ذکر حیدر کرار صاحب ذوالفقار فاتح خیبر حضرت علی کا ہے یا کسی مفلوج، لنجے، ہنگل، اپاہج آدمی کا۔ یا اللہ وہ زور حیدری کیا ہوا اور دوسرا ہاتھ کہان چلا گیا تھا۔ کیا زانو سے دبانے مین روٹی کی بے ادبی نہین ہے۔

وقار۔ خدا کے لیے کوئی مجھے سمجھائے کہ امیر المومنین (شیعون کے پہلے امام اور سنیون کے چوتھے خلیفہ) کی شان مین ایسے الفاظ فتنہ خیز و فساد انگیز اور اشتعال امیز بطور مثال اور طنز پیش فرما کے کوئی سُنّی صاحب اسکے بعد بجز خارجی کہے جانے کے پھر سُنی کہے جا سکتے ہین خدا کے لیے انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد دکن کے سہ ماہی رسالے کے "،، صفحے والے (ج) صاحب فرمائین کہ پروفیسر ضامن صاحب کے کن الفاظ کا جواب سراج صاحب نے ان الفاظ مین دیا ہے یا برائے خدا یہی بتائین کہ مین نے اِن الفاظ کے جواب مین اپنی کتاب (قول صواب) مین کیا سخت کلامی کی تھی۔ بلکہ مین نے اسکا جواب گویا ٹال دیا تھا۔ مگر پھر بھی (ج) صاحب نے تحریر فرمایا کہ جو انداز سراج صاحب کا تھا وہی مُصنف قول صواب نے بھی اختیار کیا دونون پر یکسان اعتراض ہے گو کہ

جَو کی سوکھی روٹی والا واقعہ کتب اہلسنت مین موجود ہے جنکا حوالہ ہم نے قول صواب مین دیدیا ہے۔ لیکن اگر امیر المومنین کا اچھا تذکرہ سراج صاحب کے خلاف مزاج ہے تو علمار اہلسنت کو نا ملایم اور سخت الفاظ سے یاد کرین جنھون نے فضائل امیر المومنین لکھے۔ آخر امیر المومنین کو سراج صاحب نے الفاظ کریہہ کیون لکھے۔ اُنھون نے کیا کیا تھا ؎

باش بد خو و ستمگار و لیکن نہ چنان      کہ گناہ از دگرے باشد و از ما رنجی

رہا در خیبر والا واقعہ (در مواہب آوردہ کہ برکند علی رضی اللہ عنہ باب خیبر را و تحریک نہ کردند اورا ہفتاد کس مگر بعد مشقت بسیار۔ و در روایتے از بیہقی آمدہ......... کہ جمع شدند بعد از وے

ہفتاد مرد...... کہ اعادہ کنند و نشانند آن در را بجائے خودش لیکن نتوانستند (مدارج النبوۃ محدث دہلوی جلد دوم طبع نولکشور پریس ص ۱۴۹) ۔

جو در اُٹھا نہ سکے ستر آدمی مل کے — اسی کو دست خدا نے بنا لیا تھا ڈہال

شاہ عبدالحق صاحب نے ستر آدمی والی روایت لکھی انھیں سراج صاحب نے کچھ نہین کہا۔ پروفیسر ضامن صاحب نے ۴۰ آدمی والی روایت لکھی وہ سراج صاحب کے گمان ..... مین قابل الزام ہو گئے

اب مین ناظرین کی خدمت مین گزارش کرتا ہون کہ اورنگ آباد دکن کے سہ ماہی رسالہ والے (ج) صاحب ملاحظہ فرمائین کہ سراج صاحب کے جواب مین یہ مضمون لکھا جاسکتا تھا کہ (زانو سے دبانے مین روٹی کی بے ادبی ہے) تو جو بزرگ کھانا نوش فرما کے جوتیون کے تلے سے ہاتھ منہ پوچھتے اور جب جوتا نہین پہنے ہوتے تھے تو پانون مین ہاتھ پوچھ لیتے تھے اُن کی بابت جناب موصوف کا فتویٰ کیا ہے (غالباً لطافت مزاج اور نظافت طبع کا مقتضا ہوگا)۔ یا اللہ کیا جوتے کے تلے سے جھوٹا ہاتھ منہ پوچھنے مین رزق خدا کے ساتھ بے ادبی نہین ہے یا اللہ کیا چلّو بھر پانی ..... انھین نہین ملتا تھا یا اللہ اگر رومال اور دستمال نہ تھا تو کرتہ پیراہن قمیص کا دامن کہان چلا گیا تھا یا اللہ اگر قمیص عبا، قبا کوئی جامہ زیب جسم نہ تھا تو پاجامہ، ازار، تہ بند، لنگی کچھ نہین پہنے ہوتے تھے یا اللہ کیا پیٹ پر ہاتھ پھیر کے آلائش نہین چھوڑا سکتے تھے یا اللہ کیا دیوار سے ہاتھ منہ رگڑ کے صاف نہین فرما سکتے تھے یا اللہ کیا اپنے جوتے کے تلے سے اپنا ہاتھ منہ پوچھنے پر جیسا منہ ویسے تھپیڑے کی مشہور کہاوت ٹھیک نہین ہوتی۔ یا یہ مثل صادق نہین آتی (میان کی جوتی میان ہی کا سر) خدا کے لیے کوئی مجھے سمجھائے کہ جوتیون کے تلے سے اپنے منہ کی صفائی کا واقعہ حضرت عمر جیسے صاحب عظمت و جبروت خلیفۃ المسلمین کا ہے۔ (جنھون نے نظافت طبع اور صفائی مزاج کے خیال سے یہان تک حکم خدا کی مخالفت کی کہ وضو مین پاؤن پر مسح کرنے کے بدلے پاؤن دھونے کا حکم دیا اور خود بھی عمل کیا) یا کسی چمار کوڑھی، خبیث، بھنگی، مردار خوار، پاجی کا یہ تذکرہ ہے۔

عن عاصم بن عبید اللہ بن عاصم ان عمر کان یمیم بثعلبہ ویقول

ان منا دیل آل عمر نعالھم ۔ (طبقات ابن سعد جلد ثالث طبع لیڈن ص ۳۱)

عن السائب بن یزید قال ربما تعشیت عند عمر بن الخطاب

فیا کل الخبز واللحم ثم یمسح یدہ علی قدمیہ ثم یقول ھذا مندیل

عمر وآل عمر کنز العمال جلد سادس طبع دائرۃ المعارف نظامیہ حیدرآباد دکن ص ۳۴۶)

## المختصر مسئلہ متعہ کے متعلق ہمکو بھی نقد وبصر کا حق حاصل ہے

بہانہ مل گیا اک جنگجو سے بات کرنے کا | بہت اچھا ہوا آپس مین کچھ تکرار ہو جانا

بشکر خندہ ترا تا دہنے پیدا شد | عاشقان را بتو راہ سخنے پیدا شد

حضرات ناظرین پہلے دریافت فرمالین کہ جناب ملّا فاضل شیخ سراج الحق صاحب جیسے خیال والے عالی خاندان شرفار مستند دنیا بھر مین کون کون صاحب ہین جو اپنی ماں، بہن، خالہ، پھوپھی بیٹی، بھتیجی، بھانجی، پوتی، نواسی، سگی، سوتیلی، علاتی اخیافی ان مین سے کسیکا نکاح ایک شیعہ جولاہے کے ساتھ منظور فرماتے ہین۔ اپنا اور اپنے باپ دادا کا نام نسب ورحسب، قوم اور قبیلہ، ملک وصوبہ، ضلع اور کمشنری، قصبہ اور پرگنہ اور موضع اور محلہ اور مکان کے نمبر سے صاف اور خوشخط لکھکے۔ اطلاع دین۔

درآن حالیکہ اُن جولاہے صاحب کیطرف سے اطمینان دلایا جاتا ہے کہ وہ جولاہے صاحب جناب مُلّا فاضل موصوف سے بدارج اور بمراتب اور بدرجہا زیادہ پڑھے لکھے اور بہت کامل اور بڑے جید الاستعداد اور منجملہ **افاضل** اور مُلّا فاضل مولوی فاضل کو برسون پڑھانے کے قابل ہین بڈھے بھی نہین ہین، کھاتے پیتے خوش ہین، آمدنی بھی جناب موصوف سے زیادہ ہے، بہت حسین وجمیل اور نہایت فیاض اور بڑے عالی حوصلہ ہین وہ اپنے چچا کے دیے ہوے مکانات پر نہین اترتے بلکہ اپنے ذاتی اور آبائی مکانون کے مالک ہین، بڑے نیک مزاج اور خوش اخلاق ہین۔ صوم وصلوٰۃ کے بہت پابند، بڑے پرہیزگار اور قاری قرآن اور خوبصورت بھی ہین۔ مکان مین ضروری سامان زیست

بھی موجود ہین، اچھے سے اچھے مرفہ الحال شریف خاندان کی لڑکی اُن کی زوجیت مین آنے سے نہایت مسرت اور آرام کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ غرضکہ دامادی کے لیے جن چیزون کو جناب موصوف پسند فرماتے ہین وہ سب بلکہ مع شیئے زاید۔ اللہ کے فضل و کرم سے اُن کو حاصل ہین۔

## مُکالمہ عبد اللہ بن معمر اللیثی و امام محمد باقر علیہ السلام

عبداللہ۔ مین نے سُنا ہے آپ جواز متعہ کا فتوے دیتے ہین۔

امام۔ خدا نے متعہ حلال کیا۔ رسول خدا نے اُسکو سنت قرار دیا صحابۂ رسول نے عمل کیا۔

عبداللہ۔ مگر بتحقیق معلوم ہے کہ عمر نے اسکی مناہی کردی۔

امام۔ اچھا تو ہم رسول کا قول مانتے ہین اور تم عمر کا۔

عبداللہ۔ کیا آپ اسے جائز رکھتے ہین کہ آپکی عورتین اسپر عمل کرین۔

امام۔ تم عجب آدمی ہو، پہلے یہ بتاؤ کہ تم اپنی عورتون مین سے کسی کا نکاح دینے کے جولاھے سے پسند کرتے ہو۔

عبداللہ۔ جی نہین۔

امام۔ آخر کیون۔ جو چیز خدا نے حلال کی ہے اُسے حرام سمجھتے ہو

عبداللہ، ۔ حرام نہین سمجھتے بلکہ جولاہا ہمارا کفو نہین ہے۔

امام۔ خدا تو اسکے اعمال سے رضی ہے اور حورین اُسکی زوجیت مین ہونگی۔ جو چیز خدا کو مرغوب ہے اُس سے انکار کرتے ہو۔ حور جنت کا تو وہ کفو قرار پایا اور تم اُسکو اپنا کفو نہین سمجھتے

عبداللہ۔ (یہ سُنکے) ہنسنے لگے، اور کہا کہ آپ لوگ اشجار علم ہین اور تمام آدمی پتے۔

(کشف الغمہ طبع طہران صہ ۲۲۱)

الحاصل جو صاحب احادیث امیر المومنینؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ اور امام زین العابدینؑ بلکہ شیعون کے گیارہ امامون کے اقوال طیبہ کو اقوال کفریّہ سے تعبیر کرین اور ائمہ طاہرینؑ کو وہ کافر

یہودی نصرانی جاہل نالائق ناشدنی مردار خور جیسے الفاظ نا سزا کہکے رسولخدا کو ایذا پہونچائیں (صواعق محرقہ طبع مصر) ایسے شخص کیساتھ شیعیان علی کو۔ اکل و شرب (کہانا پینا) بھی ناجائز ہے۔ چہ جائیکہ قرابت پھر ایسے شخص کیساتھ کسی شیعہ عورت کا متعہ کیسے ہوسکتا ہے۔ علاوہ بریں وہ صاحب یزید و معاویہ و ابوسفیان کو اصحاب رسول و مسلمان سمجھینگے اور یزید و معاویہ کی نبوت و رسالت بیان فرمائینگے۔ اور وہ عورت ان اصحاب ثلاثہ پر لعنت کیا کریگی۔ وہ صاحب عاشور محرم کو نئے نئے کپڑے پہن کے قتل امام حسین کی عید و فتح یزید کی خوشیاں منائیں گے اور وہ عورت ماتمی پرانے پیراہن کا گریبان پہاڑ کے صبح سے شام تک گریہ زاری و نوحہ و بیقراری سے زمین کو ماتمکدہ اور آسمان کو کاشانہ غم بنائے رہیگی۔ وہ صاحب۔ عاشور محرم کو آمدنی کثیر ہونیکے سبب اپنی سیر چشمی و فیاضی دکہانیکو زرنگ کے قیمتی شربت منگائیں گے۔ طرح طرح کے اچھے اچھے کہانے (طبخ الاطعمۃ والحبوب الخارجۃ عن العادات (صواعق محرقہ) پکوائینگے اور مزاج معلی میں (حد ارکھے) چھوا ہونیکے باعث اپنے مکان خاص کی وسعت اور فراخی دکہانے اور میش بیش کمرے آٹھ آٹھ پائخانے ... کی اور چار چار غسلخانہ کی سیر کرانے کیلئے اپنے ہم مشرب دوست احباب (مدیران اخبار مدینہ بجنور جیسے حضرات) کو بلائینگے۔ دن بھر پینگے پلائیں گے کہائینگے کہلائیں گے۔ خوب اچھی طرح گلچھرے اڑائیں گے۔ صبح سے شام تک رنگ رلیاں مچائیں گے۔ وہ عورت دن بھر ہائے حسین ہائے آقا ہائے مولا کے نعرے لگاتی رہیگی۔ صبح سے شام تک بھوک پیاس برداشت کرکے فاقہ کرے گی۔ وہ صاحب اسکی زبانی۔ اللھم العن اول ظالم ظلم حق محمد وآل محمد وآخر تابع لہ علی ذلک اللھم العن العصابۃ التی جاھدت الحسین علیہ السلام وشایعت وبایعت وتابعت علی قتلہ اللھم العنھم جمیعا سننے کی تاب کہاں سے لائیں گے۔ اور وہ عورت ان صاحب کو عاشور محرم کے دن ہنستے کہلکہلاتے کہاتے کہلاتے پیتے پلاتے عید او رخوشیاں مناتے کسطرح دیکھ سکے گی۔ پھر ایسے میں اجتماع ضدین اور تراضی طرفین اور آپس میں میزان پٹنے کی صورت کیا ہوسکتی ہے۔ اسلئے شیعہ امیر المومنین علیہ السلام اور معاویہ شاہی صاحب میں قرابت ناجائز و حرام ہونیکے علاوہ بوجہ مذکورہ بالا عقلاً بھی درست نہیں ہے

---

۵۱ و صیت کبرائے طبع مصر صفحہ ۳۰ ۵۲ تاریخ کامل جلد چہارم طبع مصر۔

امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ میری اور معاویہ کی محبّت کسی مومن کے دلمین تا قیامت اکٹھا نہ ہوگی (نہج البلاغہ بھی دیکھو، فصاحت کافیہ طبع بمبئی) اگر جناب موصوف سنّی ہوتے تو پہلے برابر شیعہ سنّی میں قرابت ہوتی ہی تھی۔ ہماری حقیقی ساس کی ماں۔ مفتی محمد اسلم صاحب سلمہ کے دادا مفتی اسد اللہ صاحب قدس سرّہ کی بہن سنّی تھیں اور ہمیشہ اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ حکیم مجتبیٰ علیصاحب جج نیور میں نہایت ذی علم اور مشہور سنّی تھے وہ ہمارے خالہ زاد بھائی کے حقیقی سالے تھے۔ اب البتہ فریقین میں سے ایکدوسرے کو اپنی لڑکی منسوب کرنے پر نہیں راضی ہوتا۔ لیکن کوئی سُنّی صاحب معاویہ اور عمرو بن عاص اور مروان وغیرہم۔ (جنکی نسبی حالت نہایت کثیف اور جنکی ماؤن کی لائف بہت گندہ ہے جنھین زمانہ واحد مین چار آدمیون سے تعلق تہا۔ کان معاویہ یعزیٰ الیٰ ربعۃ (ربیع الابرار قلمی ورق ۳۴۴) ان معاویہ کان یقال انہ من اربعۃ من قریش (تذکرہ خواص الامّہ قلمی) معاویہ چار قریشیون کیطرف منسوب ہے (عمارہ اور مسافر اور عبّاس اور ابوسفیان۔ یہ چارون ہند جگر خوارہ کے ساتھ متہم تھے (فامّا عمارۃ بن الولید فکان من اجمل رجالات قریش) مگر عمارہ قریشیون میں خوبصورت تھا (تذکرہ خواص الامّہ) اور مولوی حافظ عبد الاوّل صاحب جج نپوری نے لکھا ہے کہ معاویہ خوبصورت دراز قد گورے تھے (الدرہ الغالیہ فی مناقب معاویہ طبع جونپور) لیکن خود معاویہ نے یزید سے کہا تھا (اما علمت ان بعض قریش فی الجاھلیۃ یزعمون انی للعبّاس (تذکرہ خواص الامّہ) کیا تجھے نہیں معلوم کہ زمانہ جاہلیت میں قریشیون کا گمان تہا کہ معاویہ عبّاس کے نطفے سے پیدا ہوا۔ اور علامہ سبط جوزی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہند کو نوجوان گبرو لونڈون اور سیاہ فام آدمیون کیطرف میلان زیادہ تھا (فکانت اذا ولدت ولداً اسود تقتلہ (تذکرہ خواص الامّہ) لیکن جب اسکے پیٹ سے کالے رنگ کا لڑکا پیدا ہوتا تو قتل کر ڈالتی تھی۔ اسی وجہ سے فتح مکّہ کے دن جان کے ڈر سے جب مسلمان ہونے آئی تو بیعت کے وقت رسول کریم نے فرمایا کہ۔ فرزند خود را مکشید و زنا مکنید۔ ہند درین محل گفت آیا زن آزاد زنا و دزدی کند (معارج النبوۃ رکن چہارم باب یازدہم طبع لکھنو) ہند کی شوخ چشمی پر رسول خدا نے حضرت عمر کیطرف دیکھا عمر صاحب ہنسنے لگے (تذکرہ خواص الامّہ) امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہین کہ عمر کو (ہند کی بیباکی پر) اسقدر ہنسی آئی کہ ہنستے ہنستے چت ہوگئے (فضحک عمرؓ

ختنے استلقی (تفسیر کبیر جلد ۳ من طبع مصر ۳۱۳) عمر صاحب کو ہنسی کے مارے لوٹتے دیکھا تو بولے خدا بھی مسکرانے لگی

ذکر ابن اسحاق ان ام مروان .... کانت من البغایا فی الجاہلیۃ وکان لھا رایۃ مثل رایۃ

البیطار تعرف بھا .... وکان مروان لا یعرف لہ اب وانما نسب الی الحکم کما نسب عمرو الی العاص

(تذکرۂ خواص الامۃ قلمی ورق ۵۴) - ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ مروان کی ماں فاحشہ عورتوں میں

سے تھی اسکے (مکان میں) ایک جھنڈا لگا رہتا تھا جس سے لوگ (وارد وصادر غریب مسافر) اسکو پہچان جائیں

اور بے پوچھے گچھے بے کھٹکے چلے آئیں تھکن اندگی مٹائیں چین کریں آرام اٹھائیں کھائیں کھلائیں

پیئں پلائیں بعد اُس کے دعا و دولت دیتے ہوئے اپنے اپنے گھر واپس جائیں۔ اسیوجہ سے) کسی کو

مروان کے باپ کا ٹھیک پتا معلوم نہ ہوسکا اگر حکم کیطرف منسوب ہوگیا جیسے عاص کیطرف عمرو منسوب ہوا۔

کانت النابغہ ام عمرو بن العاص من البغایا اصحاب الرایات بمکۃ فوقع علیھا العاص بن

وائل فی عدۃ من قریش - منھم ابو لھب وامیۃ بن خلف وھشام بن المغیرۃ وابو سفیان

بن حرب فی طھر واحد ........ فلما حملت النابغہ بعمرو تکلموا فیہ فلما وضعتہ اختصم

فیہ الخمسۃ الذی ذکرنا ھم کل واحد یزعم انہ ولدہ - واکب علیہ العاص بن وائل

وابو سفیان بن حرب کل واحد یقول واللہ انہ منی فحکما النابغۃ فاختارت العاص فقیل

لھا ما حملک علی ھذا وابو سفیان اشرف من العاص فقالت ھو کما قلتم الا انہ رجل

شحیح والعاص جواد ینفق علی بناتی وابو سفیان لا ینفق علیھن (تذکرۂ خواص الامۃ قلمی ورق

۱۵۲ دمستطرف طبع مصر جزو اول ص۲۲۳ وشرح ابن ابی الحدید مجلد اول جزو سادس طبع ایران ص۲۳۶)

خلاصہ ترجمہ! عمرو عاص کی ماں نابغہ نام نہایت بدمعاش عورت اور مکہ کی مشہور جھنڈے والیوں سے تھی۔

عاص بن وائل ور ابو لہب اور امیہ اور ہشام اور ابو سفیان ان سبھوں نے طہر واحد میں اس سے ہمبستری کی

اور عمرو اس کے پیٹ میں آیا۔ گفت وگو ہونے لگی کہ نہ معلوم یہ کس کا نطفہ ہے۔ جب وہ پیدا ہوا تو ہر

ایک ان میں کا جھگڑتا تھا کہ یہ ہمارا بیٹا ہے (خصوصاً) عاص اور ابو سفیان کہتے تھے کہ خدا کی قسم یہ ہمارا

نطفہ ہے دونوں نے نابغہ کو ثالث اور حکم قرار دیکے نالش کر دی۔ نابغہ کے اجلاس سے عاص کی ڈگری

ہوگئی۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ کیا حرکت ہے۔ بہ نسبت عاص کے ابوسفیان شریف تھا۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں تم ٹھیک کہتے ہو مگر ابوسفیان بڑا کنجوس مکھی چوس ہے اور عاص بڑا سخی منچلا ہے میری لڑکیوں کی پرورش بھی کرتا ہے اور ابوسفیان انہیں کچھ نہیں دیتا۔ کانت النابغہ .... امة رجل .... فکانت بغیا ثم عتقت ووقع علیھا ( فلان فلان فلان وغیرھم ) فولدت عمروًا فادعاہ کلھم فحکمت فیہ امّہ فقالت ھو للعاص ..... وقالوا کان اشبہ بابی سفیان ــ

مستطرف طبع مصر جز اوّل ص۲۲۶ و ربیع الابرار قلمی بخط نسخ ورق ۳۰۴ ۔

پہلے نابغہ کسیکی لونڈی تھی پھر حرامکاری کا پیشہ اختیار کیا۔ اور جنکا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے ان سبھوں سے ایک ہی طہر میں تعلقات ہوئے جب عمرو پیدا ہوا تو سب کے سب دعویدار ہوئے۔ نابغہ نے فیصلہ کیا کہ وہ عاص کا بیٹا ہے حالآنکہ لوگوں نے کہا کہ ابوسفیان سے بہت زیادہ مشابہ تھا۔ اختصار سے یہ مضمون علامہ ابوالفدا مورّخ نے بھی لکھا ہے (تاریخ ابوالفدا طبع قسطنطنیہ جلد اول ص۱۹۹) وما انت یابن النابغہ فادّعاك اربعۃ من قریش غلب علیك الامھم وھو العاص (ثمرات الاوراق حاشیہ مستطرف طبع مصر جلد اوّل ص۴۰ و ص۴۱ و تذکرہ خواص الامہ) (تری کل باغ منھم حیث ینتمی + لعدّۃ اباءٍ لکثرۃ ادعال) ان سبھوں کا نسب ایسا گندہ ہے کہ جب انمیں سے کوئی اپنا نسب نامہ بیان کریگا تو سننے والا سمجھ لیگا کہ ہر ایک انمیں کا کئی باپ رکھتا ہے (صوب المطّال طبع نظامی پریس لکھنو)۔

ایسے پاکیزہ نسب اور شرافت مآب عطر مجموعہ کیطرح کوئی سنّی صاحب ہرگز امیرالمومنین اور سیدالمرسلین کے اہلبیت طاہرین اور آئمہ معصومین کو الفاظ کفریہ اور ناسزا کلمہ نہیں کہہ سکتے اور اگر کہیں تو سُنی نہیں رہ سکتے کیونکہ (ما انزل للہ ۔ یا ایھا الّذین امنوا ۔ الّا وعلیّ امیرھا وشریفھا ولقد عاتب للہ اصحاب محمّد فی غیر مکان وما ذکر علیًّا الا بخیر۔ (صواعق محرقہ طبع مصر ص۷۶ و تاریخ الخلفا طبع کلکتہ ص۱۱۶ و نورالابصار مومن شبلنجی طبع مصر ص۷۳ و تفسیر درّمنثور جلد اول طبع مصر ص۱۰۴) جہاں جہاں خدا نے قرآن میں یا ایھا الّذین امنوا نازل فرمایا۔ اس کے امیر اور شریف امیرالمومنین ہیں اور تمام اصحاب رسول پر خدا نے عتاب و غصہ کیا مگر علی کا تذکرہ ہمیشہ خیر ہی کیساتھ فرمایا۔

"اول و آخر کیکہ باسعادت باشد و از لوث شرک شوب شقاوت و خلط و نجاست پاک باشد و بجز طہارت از ابتدا تا انتہا نہ گزشتہ باشد سوائے علی مرتضیٰ از صحابہ کسے نبود (وسیلۃ النجاۃ ملا مبین صاحب لکھنوی فرنگی محلی طبع گلشن فیض) ایسے برگزیدہ صحابی رسول ابن عم رسول نفس رسول گوشت و خون رسول داماد رسول زوج بتول سیف اللہ المسلول۔ امیر المومنین اول المسلمین قاتل المشرکین و الناکثین و القاسطین و المارقین کی شان جلالت نشان مین بھلا کوئی سُنی صاحب "کا فرلنجے لنگڑا مفلوج اپاہج" اسطرح کے الفاظ مثلاً پیش کرسکتے ہین؟ اور ایسے سید و سردار اور افضل الصحابہ صاحب مناقب جلیلہ کے فضائل سننے سے کوئی سنی صاحب خفا ہوکے اُنکی فضیلت کو افیونی بڑ اور شاعر کی نازک خیالی فرمائین گے۔ اور پھر سُنی ہی باقی رہجائین گے (سودائے خام پختہ فکر محالے کردہ) الحاصل جن حضرات نے ثبات عقل و صحت اس مین کتب اہل سنت کا بغور و انصاف مطالعہ فرمایا ہے وہ لوگ مسئلہ متعہ کے متعلق تمسخر فرمانا اور اسکے خلاف خامہ فرسائی فرما کے ندامت اُٹھانا ہرگز پسند نہ فرمائینگے۔ کیونکہ اول اول خلیفہ اول حضرت ابوبکر کی بیٹی اسماء سے امیر المومنین کے پھوپھی کے بھائی زبیر بن عوام نے متعہ کیا تھا۔ و اول مجمر سطع فی المتعۃ مجمر ال الزبیر (عقد الفرید جلد دوم طبع مصر ۱۳۷ و ۳۲۴) ۵

نمی دانم سپند کیست داغ افروز بیتابی که چون طاؤس در پرواز می آید مجمرہا

چنانچہ ایک مرتبہ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباس مین اسکے متعلق بحث ہوئی ابن عباس نے کہا بھتیجے ذرا اپنی ماں سے تو پوچھو کہ تم کیسے پیدا ہوئے ہو۔ انہوں نے جاکے پوچھا (قالت ما ولدتک الا فی المتعہ (محاضرات راغب جلد دوم طبع مصر ۱۲۵) اسماء بنت ابی بکر نے کہا کہ بیٹا تمہاری پیدائش بذریعہ متعہ ہوئی ہے ایکمرتبہ ابن زبیر نے منبر پر خطبہ پڑھا اور ابن عباس پر تعریض کی کہ ایک شخص آنکھ اور دل کا اندھا۔ گمان کرتا ہے کہ خدا اور رسول نے متعۃ النسا کو حلال کیا ہے اور اس شخص نے امّ المومنین سے (جنگ جمل مین) جدال و قتال کی ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ متعہ کے متعلق تو اپنی ماں سے جاکر عوسجہ کا قصہ پوچھ لے۔ لیکن قتال امّ المومنین۔ تو ہمارے ہی (خاندان کے) سبب سے امّ المومنین ہوئین۔ تیرے اور تیرے باپ کے سبب سے امّ المومنین نہین ہوگئین (شرح ابن ابی الحدید جلد چہارم طبع مصر ۴۸۸)۔

جلوہ حسن تو آوردہ مرا بر سر فکر      تو حنا بستی و من معنیٔ رنگین بستم

لیکن ہم کتب شیعہ سے احتجاج اور استدلال کرنا نہین چاہتے۔ یہ قاعدہ انھین حضرات کا ہے کہ منافقین صحابہ کے معائب و مثالب چھپانے یا انکے مراتب و مناقب جتانے کیلئے امیر المومنین بلکہ خود سید المرسلین کے بے اصل و بے بنیاد معائب و مطاعن اپنی کتابون سے لکھکے ہمارے سامنے پیش فرماتے ہین کہ علی مرتضیٰ تو بی بی فاطمہ پر سوکن لانیکو تیار تھے جس سے رسولخدا ناراض ہوگئے تھے (فلان کتاب شریف مین موجود ہے) ایکمرتبہ رسول اکرم عورتون کا گانا بجانا ڈہول ربانا سن رہے تھے۔ ابوبکر صاحب بھی آگئے اور بھی کچھ لوگ آئے (سب حضرات چپ چاپ مزے مین سنتے تھے) اتنے مین اچانک عمر صاحب سے نمودار ہوئے انھین آتا ہوا دیکھکے گانیوالیان ڈہول ربانا ..... پیچھے چھپا کے چپ ہو گئین۔ رسولخدا نے فرمایا کہ عمر سے شیطان بہاگتا ہے (ازالۃ الخفا مقصد اول طبع بریلی ص ۹۱) جس سے صاف حضرت عمر کی فضیلت ثابت ہے کہ شیطان نے اتنی دیر تک رسولخدا کو (معاذ اللہ) گانا بجانا سنوایا۔ جب عمر صاحب ہو نکلے تو بہاگ گیا کہ اب یہان رہنا بیکار ہے ۔ شیخ نجدی مانگتا تھا شیخ صاحب سے پناہ + جسطرف انکا گذر تھا راہ چلنا چھوڑ دی۔

المختصر خدا کے حکم سے رسول اکرم نے متعہ جائز قرار دیا اور اصحاب رسول نے عمل کیا حضرت ابوبکر کی بیٹی سے زبیر کا متعہ ہوا اور ابوبکر صاحب کے عہد خلافت مین بلکہ اوائل خلافت عمر تک متعہ جاری رہا (ھو اول من حرم المتعہ (تاریخ الخلفا طبع مصر) عمر پہلے شخص ہین جنھون نے متعہ حرام کیا (فرمائیے۔ حلال خدا کو یہ حرام بنانے والے کون تھے (یحییٰ بن اکثم اور شیخ بصرہ کا مباحثہ!!)

**یحییٰ** ۔ تم متعہ کو جائز سمجھنے مین کسکی پیروی کرتے ہو **شیخ** (مسکراتے ہوئے) حضرت عمر بن الخطاب کی۔

**یحییٰ** ۔ واہ (تم تو عجب الٹی گنگا بہاتے ہو) عمر نے تو متعہ حرام کردیا ہے۔

**شیخ** ۔ (اچھا سنو) خبر صحیح مین آیا ہے کہ عمر نے منبر پر بیان کیا کہ خدا و رسول نے تملوگون کیلئے متعۃ الحج اور متعۃ النسا حلال قرار دیا مگر مین دونون متعون کو حرام کرتا ہون لہذا ہمنے متعہ حلال ہونیکے متعلق عمر کی گواہی قبول کرلی۔ مگر انکا ذاتی جو حکم ہے اسے (بمقابلہ حکم خدا و رسول) ہم نہین مانتے (محاضرات امام راغب جلد ثانی طبع مصر ص ۱۲۵)۔

امیر المومنین نے فرمایا کہ اگر عمر نے متعہ کرنیکی مناہی نہ کردی ہوتی تو بجز کسی شقی بدبخت کے ہرگز کوئی شخص زنا کا مرتکب ہوتا (تفسیر کبیر جلد ثالث ص۲۸۷ وتفسیر درّ منثور جلد ثانی ص۱۴۰ وتفسیر طبری جلد خامس ص۹ مطبوعہ مصر)

امام ابن جُریج بڑے عالم اہلسنت تھے وہ متعہ کرنیکا فتوےٰ اور اجازت دیتے تھے (میزان الاعتدال جلد ثانی طبع مصر ص۱۵۱) بلکہ علامہ موصوف نے قریب قریب ستّر مرتبہ کے خود بھی متعہ کیا تھا۔

علاّمہ عینی لکھتے ہین کہ قرآن سے حرمت متعہ ہرگز ثابت نہین ہوتی (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ثامن طبع مصر ص۲۱۱ و ص۲۱۲) (فان قلت) هل فيه دليل على تحريم المتعه (قلت) لا۔ لان المنكوحة بنكاح المتعة من جملة الازواج اذا صح النكاح (تفسیر کشاف جلد ثانی طبع مصر ص۶۹)

عبدالرزاق اور ابو داؤد نے کتاب ناسخ مین اور ابن جریر نے حکم سے روایت کی ہے کہ آیہ متعہ کے متعلّق پوچھا گیا کہ یہ آیہ کیا منسوخ ہوگیا۔ کہا کہ نہین (تفسیر درّ منثور جلد ثانی طبع مصر ص۱۴۱) واما عمران بن الحصين فانه قال نزلت آية المتعة فى كتاب الله ولم ينزل بعدها اية تنسخها۔ وامرنا بها رسول الله صلے الله عليه و(آله و) سلم وتمتعنا معه ومات ولم ينهنا عنها ثم قال رجل برايه ماشاء۔ يريد ان عمر نهى عنها وروى محمد بن جرير الطبرى فى تفسيره عن على انه قال لولا ان عمر نهى عن المتعة مازنى الاشقى (تفسیر غرائب القرآن حاشیہ تفسیر طبری جلد خامس طبع مصر ص۱۷)

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ آیہ متعہ قرآن مین نازل ہوا اسکے بعد پھر کوئی آیہ ایسا نازل نہین ہوا جو آیہ متعہ کو منسوخ کردیتا ہمکو رسولخدا نے متعہ کرنیکا حکم دیا اور ہمنے آنحضرت کے زمانے مین اس حکم پر عمل بھی کیا۔ اور آنحضرت نے کبھی ہمکو متعہ کرنیسے نہین منع کیا یہان تک کہ انتقال فرمایا۔ پھر کہا کہ (اسکے بعد) ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا حکم دیا۔ غرض یہ تھی کہ عمر نے متعہ کرنیکی مناھی کردی۔ اور ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر مین روایت کی ہے۔ علی نے کہا۔ اگر عمر نے متعہ کی مناھی نہ کی ہوتی تو بجز شقی کے کوئی زنا کا مرتکب نہوتا ۔

باش تا آفتاب جلوہ کند + کین ہنوز از نتائج سحر است ۔

بہرحال کسی خاص مصلحت سے حکم خدا و رسول و قرآن کے خلاف عمر صاحب نے متعہ حرام کردیا تو انکے حکم کے پابند حضرات کو متعہ کی خواہش اور خصوصًا کسی پڑھے لکھے فاضل کو اپنے عقائد مذہب کے خلاف

حرام فعل کی فرمائش کہاں تک مناسب ۔ اور عامیانہ تحریر سے رسول خدا کے حکم سے متعہ جائز سمجھنے والوں کا تمسخر فرمانا اور بعض ان اشتعال طبع دلانا اور نیز اہلسنت کے دلوں کو صدمہ پہونچانا کس حد تک زیبا ہے ۔ کیا کوئی سُنی حنفی (بشرطیکہ اپنے مذہب کے پورے پابند اور منصف مزاج بھی ہوں) حضرت عمر کی ایسی کھلی ہوئی مخالفت پر کبھی خوش ہو سکتے ہیں ۔ کیونکہ متعہ کی خواہش و فرمائش سے حضرت عمر کی رائے اور حکم سے بیزاری اور تبرا واضح اور ثابت ہے پھر نہ معلوم کس علامہ یگانہ و ارسطوئے زمانہ کے مشورہ عاقلانہ و حکیمانہ سے یہ عامیانہ و سفیہانہ عبارت لکھکے متعہ کی خواہش و فرمائش کیگئی ۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اس مشورہ دینے والے صاحب کو (بفحوائے المستشار موتمن) اپنے دوست کیلئے ایسا فلسفیانہ مشورہ دینا چاہیئے تھا کہ دوست کے لطف نہانی اور عیش و کامرانی میں چار چاند لگ جائیں اور مذہبی رنگ بھی چوکھا ہو جائے وہ مشورہ دینے والے بزرگ یہ کہہ سکتے تھے کہ ۔

**اگر لذۃ النسا اور بہار عیش کا لطف اوٹھانے کی خواہش ہے تو جناب عالی حسب فتوائے امام ابوحنیفہ** اپنی والدہ معظمہ سے نکاح فرمائیں تو حد زنا سے تو وہ بچ جائینگے اور دونوں میں سے ایک کی ضعیفی و ناتوانی اور دوسرے کی قوت و جوانی ملکے اعتدال مزاج اور نشاط و انبساط و ابتہاج کی صورتیں پیدا ہو جائیگی ؎

مزا ہوگا جوانٹر میڈیٹ ہو جائینگے دونوں  جوانی آپ کی ہے اور ضعیفی آپکی ماں کی
رہیگی ساری دولت للہ گھر کی گھر ہی میں  نہ بٹیں گی بلکہ اور اس سے بہاریں عیش پنہاں کی

اس کے بعد وہ اپنے دوست کو اس نتیجہ لطیف و لطیفہ شریف کی طرف بھی توجہ دلا سکتے تھے کہ اس آیۂ سے ۔ ابو معیط ابن ابی عمرو بن امیہ جیسا صحیح النسب اور شرافت مآب صاحبزادہ ہوگا ۔ جو ہم بطن حقیقی بھائی اور صلبی حقیقی بیٹا ہوگا ؎ اگر ابا بکر تزویج کردند + از ایشان بچہ شد کاتبکے نام ۔

هو اول من تزوج بامه (ابن ابی الحدید) ابو عمر پہلا شخص ہے جس نے اپنی ماں سے نکاح کیا

اگر مشیر خاص نے اپنے دوست باخلاص کو یہ رائے بھی دی کہ اپنی ماں کیساتھ لگے ہاتھ اپنی سگی خالہ سے نکاح کر لیجئے ۔ تو پھر بھلا کیا کہنا ؎ مزا ملجائیگا قند مکرر کا خود اپنے گھر + کہاں یہ لطف غیروں کے مکانوں خاک گر ہائے ایسے میں انکے دوست کو اپنی والدہ سے تین نسبتیں ہو جائینگی (ایک ہی معظمہ انکی ماں بھی ۔ زوجہ بھی ۔ اور والدہ معظمہ کے بیٹے بھی ۔ شوہر بھی ۔ بہنوئی بھی ) اور اس نسبت میں اصلیت و واقعیت و حقیقت کا گھر

بھی ڈھونڈھتا ہوگا۔ اور ایسے نکاح سے نسبی خصوصیتیں بھی ضائع نہ ہونگی ؎۔

حرف اخوھا ابوھا من مھجنۃ  وعمّھا خالھا قوداء شملیل

اونٹنی کیا ہے پہاڑ کی چوٹی ہے نسب میں شریف و اصیل ہے۔ گردن کی مضبوط اور رفتار میں بیحد تیز ہے (چونکہ چوپایوں میں قریب النسب کیطرف رغبت زیادہ ہوتی ہے۔ اس سے بچے مضبوط ہوتے ہیں۔ اور خصوصیات نسبی ضائع نہیں ہونے پاتیں۔ شعر اگر حقیقت پر محمول ہو تو اسکا حاصل یوں ہے۔ مثلاً ابو الجمل نامی اونٹ نے اپنی بیٹی ناجیہ سے جفت ہو کر ہجان اور صیل دو اونٹ پیدا کئے۔ پھر ہجان نے اپنی ماں ناجیہ سے جوڑا کھا کر ایک اونٹنی مہجنہ پیدا کی۔ پس ہجان اس مہجنہ کا باپ ہے اور ناجیہ کا بچہ ہونیکی حیثیت سے اخیافی بھائی ہے اور ہجان کا بھائی صیل مہجنہ کا چچا ہے۔ اور ابو الجمل کی اولاد ہونیمیں ناجیہ کیساتھ شریک ہونے کیوجہ سے مہجنہ کا ماموں بھی ہے (شرح قصیدہ بانت سعاد طبع جاد پریس جونپور ص۔ ازمولوی علی اعلی صاحب سلمہ نبیرہ مولانا سخاوت علی صاحب قدس سرہ جونپوری)۔

اس کے بعد وہ اپنے دوست کو مسائل فقہیہ کتب دینیہ میں دکھا کے بخوبی اطمینان دلا سکتے اور حدزنا سے بال بال بچا سکتے تھے کہ انکا بال نہ بیکا ہونے پاتا۔ ولو تزوّج بذی رحم محرّم۔ نحو البنت و الاخت والام والخالۃ وجامعہا لاحدّ علیہ فی قول ابی حنیفۃ۔ وان قال علمنا انّہا علیّ حرام (فتوائے قاضیخان) اگر کسی نے اپنی ذی رحم محرم مثلاً لڑکی بہن۔ ماں۔ خالہ کیساتھ نکاح کر کے جماع کیا تو نزدیک امام ابو حنیفہ کے حد واجب نہ ہوگی۔ گو ایسا حرام سمجھکر کیا ہو (ترجمہ کتاب الاختیار اسلامی قانون طبع معارف اعظم گڈھ ص۱۱۴) من تزوّج امرأۃ لا یحلّ لہ نکاحہا فوطیہا لا یجب الحدّ عند ابی حنیفۃ (ہدایہ مع الکفایہ طبع کلکتہ ص۵۹۲ وہدایہ مطبوعہ مصطفائی پریس جلد اول ص۲۶۶ وہدایہ مترجم طبع نولکشور جلد دوم ص۳۴۲) جو شخص ایسی عورت کو نکاح میں رکھے جسکا نکاح اُسپر حلال نہیں ہے۔ اور اس نے اسکے ساتھ مباشرت کی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اُسپر حد واجب ہوگی (ترجمہ کتاب الاختیار طبع معارف اعظمگڈھ ص۱۱۴) او جمع بین الاختین او تزوّج بمحارمہ (جامع الرموز جلد چہارم طبع نولکشور ص۵۱۵) یہی اختلاف اس شخص کے متعلق ہے جس نے دو بہنوں سے ایکساتھ نکاح کیا یا محرّمات کو نکاح میں لایا (ترجمہ کتاب الاختیار طبع اعظم گڈھ) وقال العینی فی رمز الحقائق شرح کنز الدقائق ولا یحدّ بحرمۃ ای بوطی محرم نکحہا۔ وھذا ھو الشبہۃ فی العقد سواءٌ کان عالماً بالحرمۃ اولم

لیکن۔ عند ابی حنیفۃ (القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم طبع لکھنؤ) عینی نے رمز الحقائق میں لکھا ہے کہ اپنی محرمات سے نکاح کے بعد جماع کرنے سے حد نہیں جاری ہو سکتی اور یہی شبہ عقد کا ہے چاہے وہ اسکی حرمت سے واقف ہو یا نہ ہو ابوحنیفہ کا فتویٰ یہی ہے۔ ولابی حنیفۃ ان العقد صادف محلہ لان محل التصرف ما یقبل مقصودہ والانثی من بنات بنی آدم قابلۃ للتوالد وھو المقصود (ہدایہ مع الکفایہ طبع کلکتہ ۵۱۳ ہدایہ مترجم طبع نولکشور جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ وہدایہ طبع مصطفائی جلد ۱ صفحہ ۴۶۶) امام ابوحنیفہ کے نزدیک (ماں خالہ سے نکاح کر لینے کے بعد جماع کرنے سے حد جاری ہونے کے لئے دلیل یہ ہے کہ) اس نکاح نے تصرف کا محل پایا اور (نکاح کا جو نتیجہ ہونا چاہیئے) اس مقصود اصلی کو قبول کیا (کیونکہ) تمام عورتیں (ماں ہو یا خالہ) بنی آدم کی لڑکیاں ہیں اور بچہ پیدا کرنے کی قابلیت رکھتی ہیں اور اسی لئے بنائی گئی ہیں (ماں خالہ سے بھی نکاح کر کے آدمی بچے پیدا کر سکتا ہے) اور یہی (اس نکاح کا) مقصود ہے۔ وشبہۃ فی العقد فان العقد اذا وجد حلالاً کان او حراماً متفقاً علی تحریمہ او مختلفاً فیہ علم الواطی انہ حرام او لم یعلم لا یحد عند ابی حنیفۃ (الکافی) شبہ کے اقسام میں ایک شبہ عقد کا ہے۔ یعنی زانی کا نکاح کرنا سقوط حد کا سبب ہوتا ہے خواہ نکاح حلال ہو یا حرام اسکی حرمت متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ۔ اور مباشرت کرنے والا اسکی حرمت سے واقف ہو یا نہ ہو۔ یہ امام ابوحنیفہ کی رائے ہے (ترجمہ کتاب الاختیار اسلامی قانون طبع معارف اعظمگڈھ صفحہ ۱۱۳) اگر کوئی اپنی ماں بہن بیٹی اور بھی جن عورتوں کو خدا نے حرام کیا ہے۔ ہاں بوجہ کے نکاح کر لے اور جماع کرے تو محل شبہ کی وجہ سے اس شخص پر حد جاری نہ ہوگی۔ کیونکہ تمام عورتیں آدم کی بیٹیاں ہیں جو اولاد (پیدا کرنے) کیلئے موضوع (بنائی گئی) ہیں اور وہ مطلب اسجگہ بھی حاصل ہے (الظفر المبین طبع لاہور صفحہ ۲۵۲) قال رحمہ اللہ (وبمحرم نکحھا) ای لا یجب الحد بوطی محرم تزوجھا۔ وھذا ھو الشبھۃ فی العقد سواء کان عالماً باء بہذا ولم یکن عالماً بھا عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ (قولہ فی المتن۔ وبمحرم نکحھا قال فی الھدایہ۔ ومن تزوج امرأۃ لا یحل لہ نکاحھا۔ فالک کمال بان کانت من ذوات محارم بنسب کالام والبنت فوطیھا لم یجب علیہ الحد عند ابی حنیفۃ (حاشیہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق طبع مطبعۃ الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر طبع اول صفحہ ۱۰۹ ۱۳۱۳ھ۔ خلاصہ ترجمہ!! ابوحنیفہ کے نزدیک اگر کوئی شخص ایسی عورت سے جو اس پر حرام ہو بعد تزویج وطی کرے تو اسپر حد نہ جاری کیجائیگی۔ یہی شبہ عقد نکاح میں بھی ہے چاہے وہ آدمی اس حرمت کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو (یہ فتویٰ ہے ابوحنیفہ صاحب کا) اور ہدایہ میں اسکے متعلق ہے کہ اگر کسی شخص نے ایسی عورت سے

تزویج کرلی جو اسپر حرام ہے "نسبی حیثیت سے جیسے اسکی "ماں" یا "اسکی لڑکی" اور اس تزویج کے بعد اس سے جماع کرلیا تو ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر حد نہ جاری ہوگی ! اگر وطی کرد بنکاح مرنے را کہ نکاح وے را حلال نبود۔ نزدیک امام ابیعے حد لازم نشود زیرا کہ شبہ نکاح نزدیک وے ساقط میکند حد را (شرح وقایہ فارسی جلد ۱ مطبوعہ مرتضوی دہلی ص ۱۵۵) وکا یوطی محرم تزوجہا (ملتقی الابحر حاشیہ شرح وقایہ جلد ۱ طبع دہلی ص ۱۵۵)۔

علامہ فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہین کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی اپنی ماں سے نکاح کرکے جماع کرے تو ایسے شخص پر حد جاری نہ ہوگی (تفسیر کبیر جزو ثالث طبع مصر ص ۱۹۳۔ ایضاً دوسرا اڈیشن ص ۲۹) (اور نکاح کیوجہ سے ماں اور بیٹا دو کے دونون حد زنا سے تلوہ بچ جائینگے) ثم الاصل ان الحد متی سقط عن احد الزانیین للشبھۃ سقط عن الاخر للشرکۃ (السراج الوہاج ص ۱۱) اصل یہ ہے کہ جسوقت زانی اور زانیہ مین شبہ کیوجہ سے کسی ایک سے حد ساقط ہوجاتی ہے تو دوسرے پر بھی واجب نہین ہوتی (ترجمہ کتاب الاختیار اسلامی قانون طبع معارف اعظم گڈھ ص ۱۱۵)۔ لیکن جسوقت ان فتاوے حنفیہ کے موافق کوئی صاحب عیش و کامرانی مین سرجوش و مدہوش ہون اسموقع پر کوئی دوسرا زانی شخص جا نکلے (انکی دونون منکوحہ) ان کی ماں اور انکی خالہ کو اپنی بی بی کہکے قبضہ کرلے۔ تو بجز رونے اور فبہت الذی کفر کا مصداق ہوجانیکے اور کچھ انکے بنائے نہ بنے گا۔ اور وہ زانی اُنکی ماں اور خالہ کو ساتھ لیکے چلتا پھرتا نظر آئیگا ۔۔۔

اسطرح دقت سفر باہم کیا کرو دیکھا کرے ۔۔۔ یاس کی نظر دل سے ماں خالہ کیسر دیکھا کرے

اگر اس زانی شخص سے کسی نے تعرض کیا کہ فلاں صاحب کی ماں اور خالہ کو جو اسوقت انکے نکاح مین بھی ہین تو کیون زبردستی لئے جاتا ہے۔ تو وہ زانی کہیگا کہ یہ دونون میری بیبیاں ہین۔ اور اگر اس سے کوئی پوچھیگا کہ اسکا گواہ کون ہے؟ تو وہ زانی جواب دیگا کہ گواہ طلب کرنیکا حق تمکو نہین ہے۔ ادعی الزانی انہا زوجتہ سقط الحد عنہ۔ وان کانت زوجۃ الغیر ولا یکلف اقامۃ البینۃ (منح الغفار ص ۱۲) اگر زانی کہے کہ یہ عورت میری بی بی ہے تو گو وہ کسی دوسرے کی بی بی ہو اس سے حد ساقط ہوجائیگی اور اس سے گواہ طلب نہ ہوگا۔ (ترجمہ کتاب لاختیار اسلامی قانون طبع معارف اعظمگڈہ ص ۱۰۴) اگر وہ زانی ان دونون بیبیون سے زنا کرنیکے بعد یہ کہے کہ ان عورتون کو مین نے مول لیا ہے جب بھی اسکا بال بیکا نہ ہوگا۔ واذا زنی امراءۃ ثم قال شتریتہا۔ لاحد علیہ سواء کانت حرۃ او امۃ (المحیط)

اگر ایک شخص ایک عورت کے ساتھ (زنا) مباشرت کرے اور اسکے بعد کہے کہ مین نے اسکو خرید لیا ہے تو اُس پر حد واجب ہوگی خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی (ترجمہ کتاب الاختیار اسلامی قانون طبع معارف اعظم گڈھ ص۲۱۲) اور شوروہ دینے والے صاحب اپنے دوست کو اس امر کا بھی اطمینان دلاسکتے ہین کہ امام ابوحنیفہ نے فتاوائے مذکورہ ذیل کے خلفائے ثلٰثہ کے عمل پر قیاس کرکے اخذ اور استنباط کیا ہے۔ چنانچہ یزید نے اپنے باپ معاویہ کی حرم خاص کے ساتھ بدمستی مین اختلاط کیا ہے۔ اور معاویہ نے اس خود فراموش جوڑے کو اسی حالت مین خود اپنی آنکھون سے دیکھا تھا (تمانچہ بر رخسار یزید خواجہ حسن نظامی صاحب) اور یزید ایک روایت کی بنا پر پانچوان خلیفہ ہے۔ حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ بارہ[۱۲] خلفا یہ ہین۔ ابوبکر[۱] عمر[۲] عثمان[۳] معاویہ[۴] یزید[۵] سفاح[۶] سلام[۷] منصور[۸] جابر[۹] مہدی[۱۰] عباسی۔ امین[۱۱] امیر العصب[۱۲] کلہم صالح لا یوجد مثلہم (تاریخ الخلفا طبع کلکتہ ص۲۱۱) اور بعض روایت کے اعتبار سے یزید چھٹان خلیفہ ہے ملا علی قاری فرماتے ہین۔ کہ بارہ خلفا یہ ہین۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ یزید۔ عبدالملک۔ ولید۔ سلیمان عمر بن عبدالعزیز۔ یزید ثانی ہشام (شرح فقہ اکبر طبع دہلی ص۹۲) سید سلیمان صاحب ندوی تحریر فرماتے ہین کہ۔ آپکے بعد بارہ خلفا ہونیکی بشارتین حدیث کی مختلف کتابونمین مختلف الفاظ مین آئی ہین ... اسوقت تک اسلامی حکومت اچھی رہیگی جبتک اسپر بارہ[۱۲] آدمی حکومت کرینگے ... بارہ خلیفون تک اسلام معزز اور محفوظ رہیگا ..... علمائے اہلسنت مین سے قاضی عیاض اس حدیث کا یہ مطلب بتاتے ہین کہ تمام خلفا مین بارہ وہ شخص مراد ہین جن سے اسلام کی خدمت بن آئی اور وہ متقی تھے۔ حافظ ابن حجر۔ ابو داؤد کے الفاظ کی بنا پر خلفائے راشدین اور بنی امیہ مین سے ان بارہ خلفا کو گناتے ہین جنکی خلافت پر تمام اُمت کا اجماع رہا یعنی۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ امیر معاویہ۔ یزید۔ عبدالملک ولید سلیمان۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید ثانی۔ ہشام۔ شیعہ فرقہ تو اس حدیث کی تشریح مین اپنے بارہ امامون کو پیش کریگا۔ (سیرۃ النبی مجلد سوم طبع معارف اعظمگڈہ ص۴۸۲) اور حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی معاویہ کو خلفائے راشدین مین شمار کرتے ہین (ترجمہ تاریخ ابن خلدون طبع الہ آباد) اور امام ابن تیمیہ نے بعض لوگون کے اعتقاد مین یزید کو بھی صحابہ اور خلفائے راشدین بلکہ انبیا مین شمار کیا ہے افترق الناس فی یزید طرفان و وسط۔ قوم یعتقدون انہ من الصحابہ او من الخلفاء الراشدین المہدیین او من الانبیاء (منہاج السنۃ جلد ثانی طبع مصر ص۲۴۶) واقوام یعتقدون انہ کان اماما عادلا ھادیا مہدیا وانہ کان من الصحابۃ او اکابر الصحابہ وانہ کان من اولیاء اللہ تعالیٰ۔ وربما

اعتقد بعضہم انہ کان من الانبیاء (وصیتہ کبرٰی طبع مصر ص۳۰) اور معاویہ کو ابن المغیلہ مصری کے کے سامنہ والی جماعت نے رسول مان ہی لیا تھا اور السلام علیک یا رسول اللہ کہکے سلام ہی کیا تھا اور معاویہ نے سکوت سے اپنی نبوت و رسالت کو ثابت بھی کر دیا تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد رابع طبع مصر ص۱۰۹) اور ولید بن یزید بن عبدالملک نے اپنی ماؤں کے علاوہ اپنی کنواری بیٹی سے بھی لطف اٹھایا ہے (تاریخ خمیس جلد ۲ طبع مصر ص۳۲۰ و نجوم زاہرہ جلد ۱ طبع مصر ص۲۹۹) اور ولید بارہواں خلیفہ ہے اسپر بھی یزید و معاویہ کیطرح امت کا اجماع خلافت ہو چکا ہے والثانی عشر الولید بن یزید بن عبدالملک اجتمعوا علیہ (صواعق محرقہ طبع مصر ص۱۲ و تاریخ الخلفا طبع مصر ص۵ و طبع لاہور ص۹) پھر ایسے خلفاء راشدین معاویہ اور یزید اور ولید جیسے صالح متقی پرہیزگار جنکی خلافت پر امت کا اجماع ہوا اور ان سلام کیجد ست بن آئی یہاں تک کہ بعضوں نے نبوت و رسالت کی سند بھی پائی تو امام ابو حنیفہ ان صالح پرہیزگار خلفاء کے سواکس کے افعال و اعمال سے مسائل فقہیہ کا قیاس و استنباط فرماتے۔ شیعوں کے اماموں پر تو سید سلیمان صاحب ندوی نے طنز ہی فرمایا ہے کہ شیعہ فرقہ اس حدیث کی تشریح میں اپنے بارہ اماموں کو پیش کریگا جبکہ شیعوں کے پہلے اور دوسرے امام کو معاویہ نے اور تیسرے امام کو یزید نے شہید کرا دیا تو ایسے مظلوم اور مقتول اماموں کو سید سلیمان صاحب ندوی کیوں خلیفہ تسلیم فرماتے اور معاویہ اور یزید اور ولید جیسے جبار شرابخور زناکار کی عزت علمائے ملت کیسے نہ بڑھاتے اور ان سہونکی تاسی کرنیوالوں کو حد زنا سے کیوں نہ بچاتے۔ لیکن جناب موصوف الصدر کی زبان اور خالہ) دونوں منکوحہ کو کسی زانی شخص کا اپنی بی بی کہکے قبضے میں لانا اور حد زنا سے بچانا۔ یہ مسئلہ تو خود معاویہ کے فعل و عمل سے ماخوذ و مستنبط ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ دمشق میں ہاتھی آیا لوگ (نئی چیز سمجھ کے) اسکی سیر دیکھنے کو دوڑے۔ امیر معاویہ بھی اٹھ کے تماشہ دیکھنے ایک بلندی پر گئے وہاں تماشا دیکھا کہ انکے مکان کے ایک حجرہ خاص میں انکی حرم سے ایک زانی زنا کر رہا ہے معاویہ بلندی سے نیچے آئے اور مکان میں جاکے اس زانی سے کہا کہ یہ لونڈی کس کی ہے بیچ دی تھی اور پھر اسکے گھر میں۔ اس نے کہا کہ آپکی بردباری مشہور ہے۔ اسکی آزمائش کیلئے میں نے یہ جسارت و جرات کی تاکہ آپکے حلم کو چار چاند لگ جائیں۔ معاویہ نے وفور حلم کے سبب حکم شرع حد زنا کو جاری نہیں کیا بلکہ اپنی تربیت جوش میں اس حرم کو اس زانی کے حوالے کر دیا (وہ اسکو اپنی بی بی بناکے گلے میں باہیں ڈالکے۔ لئے ہوئے چلتا پھرتا نظر آیا۔ (حیوۃ الحیوان دمیری جلد ۲ طبع مصر ص۲۵۱ و مستطرف طبع مصر جلد اول ص۱۱۶) لو وطی امراۃ ابنہ عن ابی حنیفہ رح فی المجردات فقال ظننت انہا تحل لی لا یحد (فتاوائے قاضی خان) اگر کسی نے حلال

سمجھکر اپنی بہو سے وطی کی تو اس پر حد عائد نہو گی۔ (ترجمہ کتاب الاختیار اسلامی قانون طبع معارف اعظم گڈہ ط ۹۶) مذکورہ بالا افتاوائے امام ابو حنیفہ رض اختیارات سیعہ رجال سے تعلق رکھتے ہیں مگر جیشر قیاس علمی اور تبحر فقہی سے طبقہ نسار کو بھی تھوڑا بہت اختیار دینے میں جشیری و فیاضی کہائی گئی ہے۔ لو مکنت نفسھا من النائم لایجب علیھما الحد (محیط سرخسی) اگر عورت ایک سوئے ہوئے آدمی کو اپنے اوپر قادر کرے تو نہیں ہے کسی پر حد واجب نہو گی۔ (ترجمہ کتاب الاختیار اسلامی قانون طبع اعظم گڈہ ط ۱۱۹) غرضکہ امام ابو حنیفہ صاحب نے اپنی مقلدین کیلئے دین خدا کو نہایت آراستہ کیا اور خلفار رسول معاویہ یزید۔ ولید کے افعال سے مسائل استنباط فرما کے شریعت کو دلہن بنا دیا اگر ضرورت معلوم ہوگی تو آیندہ بشرط زندگی اور صحت ہم انکے دوسرے مسائل پر بھی انشاء اللہ تبصرہ ہدیہ ناظرین کرینگے۔ خاتمۃ الکلام میں سراج صاحب کی ایک بات کا جواب لکھکے ناظرین سے اسوقت ہم رخصت چاہتے ہیں (پھر ملینگے اگر خدا لایا)۔

**سراج!** اس تفسیر کا نام فبہت الذی کفر۔ رکھا ہے۔ اسکے گیارہ حرفوں سے یہ اشارہ لطیف ہے کہ سنیوں کے گیارہ اماموں کے اقوال کفریہ کی تردید ہوگی۔ **وقار!** ہمنے بھی اس کتاب کا نام ساصلیہ سقر۔ رکھا ہے اسکے نو حرفوں سے یہ اشارہ لطیف اور لطیفہ شریف واضح اور ہویدا ہے کہ سنیوں کے عشرہ مبشرہ میں سے امیر المومنین کا نام نامی اور ذات گرامی علیحدہ فرمادیجئے تو اور **نو** حضرات کی تجلی و روشنی انکے اولیا رخاص و احبار باخلاص کیلئے ساصلیہ سقر کے اندر قابل دید اور لائق شنید ہوگی۔ والسلام علے من اتبع الھدیٰ۔

(اوّل) قطعہ تاریخ طبع کتاب ساصلیہ سقر رد فبہت الذی کفر

(از مولف)

جو منکر متعہ ہے وقار اس سے یہ کہدو — پڑھ آیہ متعہ کو حدیث اور خبر دیکھ

اصحاب کا فتوے ہی نہتھا بلکہ عمل بھی — بوبکر کی بیٹی کو بھلا ایک نظر دیکھ

یحییٰ بن اکثم سے کہا شیخ نے جو کچھ — اپنی ہی کتابوں میں ذرا قول عمر دیکھ

کیا حق تھا انھیں حکم پیمبر کے مخالف — اب جہاں تک کے بغلیں نہ ادہر اور ادھر دیکھ

تاریخ کا مصرع جو کہا ہمنے اسے سن — آکافر مبہوت ساصلیہ سقر دیکھ

۱۳ ھ

(دوم) اول محمر سطع فی المتعہ مجبر آل الزبیر کو ذرا دیکھ

۱۹۳۲ ء

۱۵ اس الف ممدود کا ایک عدد لیا گیا ہے

۵۲ عقد الفرید جلد دوم طبع مصر

## ایضاً تاریخ طبع از مولف

وقادین نے اک ایسا صحیفہ لکھا ہے — کہ مومنوں کو خوشی ہو سُنا فقوں کو ملال

مذاق متعہ اُڑاتا ہے جہل و نادانی — سر آج کو نہین زیبا تھے عامیانہ سوال

انھین کا مین نے لکھا ہے معتقدانہ جواب — تمام ترکتب جامتہ سے استدلال

ثبوت متعہ مین جو مین نے احتجاج کئے — پڑھین بغور و بانصاف اہل علم و کمال

جسے خدا و رسول خدا حلال کہین — انا احرم کہنا ہے باعث ضلال

بجز شقی کے نہ ہرگز کوئی زنا کرتا — عمر کے سر پہ ہے اسکا تمام وزر و وبال

ہوا ہے دختر بوبکر ہی سے متعہ شروع — انھین کا آپ ذرا کرتے احترام و خیال

زنا ہے متعہ تو ابن زبیر پہنستے ہین — بچا ہوا ہے جو بُردین عو سجہ کا جال

مقلد اوّل من قاس کے تھے جو صاحب — شریعت نبوی کو بہت کیا پامال

اُلٹ پلٹ دیئے احکام شرع کے بالکل — ذرا بھی دل مین نہ سوچا انھون نے سوال

ابوحنیفہ کے فتوی کا واہ کیا کہنا — حرام متعہ مگر مان سے بھی نکاح حلال

۱۳۵۰ھ

## ایضاً

عدوے آل پیغمبر ہوا وحشت زدہ ایسا — کہ ظالم خاک اُڑاتا پھر رہا ہے تنکے چنتا ہی

دلیلین سنکے شیعون کی ہوا مبہوت یعین کافر — وہ سکر کھیلتا ہے، نہ کچھ کہتا نہ سنتا ہے

بہت غنکی بھتی اس کے دلمین کل تک نابیچارہ — ساحلیہ سقر سے آج دشمن جلتا بھنتا ہے

۱۹۳۲ء

## ایضاً

متعہ کو زنا کہہ کے ستم ڈھاتے ہو — بوبکر کی بیٹی کا ذرا پاس کرو

اسماء و زبیر مین ہوا ہے متعہ — کیا ابن زبیر تھے حرامی بولو

عبد اللہ کے واسطے تو لازم ہی ہے یہین — جو دست ہے مجھے متعہ کہدو

۱۳۵۰ھ

## قطعہ تاریخ طبع ساحلیہ

از تاریخ گوئے یگانہ مشہور زمانہ جناب سید مصطفےٰ حسین صاحب مصطفیٰ جون پوری زادمجدہٗ

جناب مولوی سید حسن علی صاحب
بڑے ہی صاحب علم کمال ہین بخدا

رئیس قصبہ منڈیا ہو اور با اخلاق
وقار شہر جونپور۔ اشعر الشعرا

حسب نسب مین نجیب اور سید السادات
حسینی الحسنی مدح گوئے آل عبا

اگرچہ ہین وہ بہت سے علوم مین کامل
مناظر و متکلم مگر نہین ایسا

جسے تسکا اسمین ہو دیکھے وہ ناصحیہ کو
معاویہ کی وہ تاریخ کو پڑھے تو ذرا

لکھا ہے اسکو نہایت ہی نرم لہجے مین
اسی سے اک حنفی نے بھی لکھی مدح و ثنا

حدیث اور روایت سے کردیا ثابت
معاویہ کا دلی کفر تھا جو پوشیدا

کتاب اور بھی فی الحال ایک لکھی ہے
کہ خوبیون مین جو ہے بےنظیر و بےہمتا

سراج مسئلہ متعہ پر سنہ آئے تھے
عجیب مسخرگی سے مذاق اڑایا تھا

اسیکا آپنے لکھا ہے لاجواب جواب
جو لاجواب ہے اسکا جواب کیا ہوگا

بہت ہی جلدی مین لکھی ہے آپنے یہ کتاب
مریض رہنے سے رہتے ہین بجد افسردا

گر اٹھاتے ہین سیف قلم جو بہر دفاع
تو کر ہی دیتے ہین مسمار لشکر اعدا

الٰہی ان کو صحیح المزاج رکھ دائم
کہ ان سے مذہب حق کی ہے تقویت معلا

ہے ناصحیہ بےشبہہ بےمثال کتاب
گر یہ نسخہ ہو انقش ثانوی اس کا

اگر بغور پڑھا اس کو اہل سنت نے
تو متعہ پر نہ کبھی ہونگے پھر قلم فرسا

سنا جو مین نے کتاب انکی طبع ہونیکو ہے
تو میرے دل مین ہوا ایک ولولہ پیدا

کہ اسکے طبع کی تاریخ لکھکے پیش کرون
رہے کتاب کے ہمراہ تاکہ نام مرا

خدا کے فضل سے تاریخ ہو گئی فورا
ہزار شکر دل و جان سے مین بجالایا

کہا یہ ملہم غیبی نے مصطفےٰ مجھ سے
پسند طبع یہ نسخہ وقار نے لکھا

۱۳۵۰ھ

# عرضِ مؤلّف

تاریخ معاویہ :۔ مین نے جون پور مین چھپوائی کتابت کی بہت غلطیان رہ گیئن ۔

قول صواب الہ آباد مین چھپوایا کاتب صاحب نے خط نسخ تو بالکل مسخ کر دیا ۔ مستزاد برآن میرے الفاظ اور محاورات پر بھی اصلاح دے دی ۔

اس کتاب (سا صاید سقر) کو لکھنؤ مین جریدہ مبارکہ "سہیل یمن" کے ساتھ چھپواتا ہون ۔ خدا نے چاہا تو اسمین بہت کم غلطیان ہونگی ۔ والسّلام

سیّد وقار

جونپوری